12 تا 18 جون 2008ء/7 تا 13 جمادی الثانی 1429ھ


ابلیسی کردار

نیکی کے دروازے

امریکی مداخلت کا جواز کیا؟

نفاذ اسلام کا پہلا پڑاؤ؟......

ایک نئے حلف الفضول کی ضرورت

اقامت دین کی جدوجہد

جھوٹ ہلاکت کا باعث ہے

کنارہ ہے دور اور طوفاں بپا ہے

دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

عالم اسلام



# تنظیمِ اسلامی

**جنرل (ر) پرویز مشرف کے 3 نومبر کے غیر آئینی، غیر قانونی اور غیر اخلاقی اقدام کے خلاف اور چیف جسٹس افتخار محمد چودھری اور دیگر جج حضرات کی بحالی کے ضمن میں**

## وکلاء کی عظیم جدوجہد کی بھرپور تائید

کرتی اور انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہے۔ آزاد اور غیر جانبدار عدلیہ پاکستان کی بقا اور خودمختاری کے حوالے سے نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ تاہم اسلام کے نام پر وجود میں آنے والی اس نظریاتی ریاست کی حقیقی بقا اور استحکام کا تمام تر دارومدار یہاں دین کے قیام اور شریعت کے نفاذ پر ہے۔ تنظیم اسلامی اللہ کے فضل وکرم سے اسی مبارک مقصد کے حصول کے لیے اپنی بساط کے مطابق سرگرم عمل ہے

## ہم، وکلاء سے درخواست کرتے ہیں

کہ اپنی اس جدوجہد کو اُس وقت تک جاری رکھیں جب تک اسلام کا نظام عدل اجتماعی پاکستان میں قائم نہ ہو جائے، اس لیے کہ پاکستان کے مجبور اور مظلوم عوام کی حقیقی دادرسی بھی صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہماری عدلیہ ہر قسم کے حکومتی دباؤ سے آزاد ہو کر صرف اللہ اور رسول ﷺ کے عطا کردہ قوانین کے مطابق فیصلے کرے

**امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید —— بانیٔ تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمد**

67۔ علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور۔ فون 6316638، 6366638 فیکس 6271241
ای میل markaz@tanzeem.org، ویب سائٹ: www.tanzeem.org


وکلاء تحریک کی اخلاقی تائید پر مبنی مندرجہ بالا اشتہار پاکستان کے قومی سطح کے چوٹی کے اخبارات جنگ اور نوائے وقت، آل پاکستان ایڈیشنز میں گزشتہ ہفتے شائع کرایا گیا۔

ڈاکٹر اسرار احمد

# سورۃ الانعام

(آیات:130-131)

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓي اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝130 ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰي بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝131 ﴾

”اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آتے رہے جو میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے سامنے آموجود ہونے سے ڈراتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ (پروردگار) ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے۔ ان لوگوں کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ اور (اب) خود اپنے اوپر گواہی دی کہ کفر کرتے تھے۔ (اے محمدؐ) یہ (جو پیغمبر آتے رہے اور کتابیں نازل ہوتی رہیں تو) اس لیے کہ تمہارا پروردگار ایسا نہیں کہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کردے اور وہاں کے رہنے والوں کو (کچھ بھی) خبر نہ ہو۔“

جو رسول انسانوں میں سے آئے وہی جنات کے لیے بھی رسول ہیں۔ قیامت کے روز جنوں اور انسانوں کے دونوں گروہوں کو اکٹھا کر کے اُن سے پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آئے نہ تھے؟ جو تمہیں میری آیات سناتے تھے اور تمہیں آج کے اس دن کی ملاقات کے بارے میں باخبر کرتے تھے۔ تو وہ کہیں گے کہ ہم اپنی جانوں پر خود گواہ ہیں، یعنی اپنی ذات کے خلاف خود گواہی دیتے ہیں۔ فرمایا، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈالے رکھا اور اب وہ خود اپنے خلاف گواہی دے رہے ہیں کہ وہ یقیناً کفر کی روش میں چلتے رہے۔

قرآن مجید میں میدان محشر کے مکالمات مختلف انداز کے آئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے، وہاں مختلف مراحل ہوں گے۔ کسی مرحلے پر ایسے لوگ ہوں گے جو اپنے کفر و شرک کا صاف انکار کریں گے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ۝ ﴾ (الانعام:23) ”اس وقت اُن کی کوئی چال نہیں رہے گی سوائے اس کے کہ وہ کہیں گے ہم تو مشرک نہیں تھے“۔ تو یہ مختلف گروہوں کے لیے مختلف مواقع ہوں گے۔ یہاں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ ہر موقع پر جو بات ہوگی، وہ بیان کی گئی ہے۔

فرمان نبوی

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

## دولت کی افراط کا خطرہ

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ)) (متفق علیہ)

عمرو بن عوفؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تم پر فقر و ناداری کے آنے سے نہیں ڈرتا، لیکن مجھے تمہارے بارے میں یہ ڈر ضرور ہے کہ دنیا تم پر زیادہ وسیع کر دی جائے، جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر وسیع کی گئی تھی، پھر تم اس کو بہت زیادہ چاہنے لگو، جیسے کہ انہوں نے اس کو بہت زیادہ چاہا تھا (اور اسی کے دیوانے اور متوالے ہو گئے تھے) اور پھر وہ تم کو برباد کر دے، جیسے کہ اُس نے اُن اگلوں کو برباد کیا۔“

**تشریح:** رسول اللہ ﷺ کے سامنے بعض اگلی قوموں اور امتوں کا یہ تجربہ تھا، کہ جب اُن کے پاس دنیا کی دولت بہت زیادہ آئی، تو اُن میں دنیوی حرص اور دولت کی رغبت و چاہت اور زیادہ بڑھ گئی، اور وہ دنیا ہی کے دیوانے اور متوالے ہو گئے، اور اصل مقصد زندگی کو بھلا دیا، پھر اس کی وجہ سے ان میں باہم حسد و بغض بھی پیدا ہوا، اور بالآخر اُن کی اس دنیا پرستی نے اُن کو تباہ و برباد کر دیا۔ آنحضرتؐ کو اپنی امت کے بارے میں اسی کا زیادہ ڈر تھا۔ اس حدیث میں آپؐ نے از راہِ شفقت اُمت کو اس خطرے سے آگاہ کیا ہے۔

"تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

**قیام خلافت کا نقیب**

ہفت روزہ — لاہور

# ندائے خلافت

جلد 17 — 12 تا 18 جون 2008ء — 7 تا 13 جمادی الثانی 1429ھ — شمارہ 24

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

**مجلس ادارت**

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......250 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے



"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں


اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ابلیسی کردار

"جامعہ حفصہ آپریشن کرنے والوں کو میں سیلوٹ کرتا ہوں اور قوم کو بھی چاہیے کہ انھیں سلام کرے۔" یہ الفاظ صدر بش یا ٹونی بلیر کے نہیں ہیں بلکہ مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر پرویز مشرف کے ہیں۔ اِس بدقسمت شخص کی یہ ہرزہ سرائی ہم نے اس کے منہ سے نہیں سنی بلکہ اخبار میں پڑھی اور خلق خدا کو اِس کا ذکر کرتے سنا۔ ہمارے پاس اِس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی اِس کی کوئی وجہ تسمیہ بیان کر سکتے ہیں، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیوں ہمارا ذہن یہ جملہ پڑھ اور سن کر قصۂ آدم وابلیس کی طرف منتقل ہو گیا۔ یہ قصہ قرآن مجید میں تکرار کے ساتھ نقل ہوا ہے۔ شیطان کی دلیل یہ تھی کہ میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں اور آدم مٹی سے، اور آگ مٹی سے برتر ہے۔ اللہ نے اس پر لعنت بھیجی اور وہ راندۂ درگاہ ہوا۔ وہ عزازیل سے ابلیس ہو گیا یعنی انتہائی ناامید۔ اُسے سزا جرم کے فوراً بعد نہیں بلکہ اپنے جرم پر مُصر رہنے پر سنائی گئی۔

صدر مشرف گزشتہ دنوں سینئر صحافیوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ اِس گفتگو میں اُنہوں نے جھوٹ کے انبار لگا دیے اور یہاں تک کہہ دیا کہ اُنھوں نے ججوں کو برطرف نہیں کیا بلکہ ججوں نے خود ہی P.C.O کی تحت حلف نہ لیا، اس لیے وہ فارغ ہو گئے۔ صدر مشرف اپنے نو سالہ اقتدار کے دوران جن جرائم کے مرتکب ہوئے، اُن کی فہرست بہت طویل ہے۔ اُنھوں نے 12 اکتوبر 1999ء کو اسمبلی میں دو تہائی اکثریت کے حامل عوامی وزیر اعظم کو گن پوائنٹ پر گھر بھیج دیا اور اپنے فوجی حلف کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے ملک کے چیف ایگزیکٹو بن بیٹھے۔ پھر جعلی ریفرنڈم کے ذریعے صدر بن کر قوم پر مسلط ہو گئے۔ اگرچہ یہ بھی سنگین جرائم ہیں اور پاکستان کے آئین کی شق 6 کے مطابق باغیانہ فعل ہے اور مجرم کو سزائے موت دی جا سکتی ہے۔ لیکن عوام اِس کے باوجود فوجی حکمرانوں کو اِس لیے قبول کر لیتے ہیں کہ سیاست دان بھی اُن سے اچھا سلوک نہیں کرتے۔ تاہم عوام کے نزدیک نائن الیون کے بعد صدر مشرف نے جو رول اختیار کیا اور نام نہاد دہشت گردی کی جنگ کو جس طرح اپنے اقتدار کی طوالت کے لیے استعمال کیا، اُسے محض غیر قانونی اور غیر اخلاقی کہہ دینا درست نہیں ہے، یہ ملک و قوم کے ساتھ غداری کی گئی تھی۔ پھر جامعہ حفصہ میں جو کچھ ہوا اگر کسی انڈسٹریل ادارے یا جلسے جلوس میں ہوا ہوتا، تب بھی اسے ظلم اور درندگی کہا جاتا، لیکن قرآن پڑھتی جوان بچیوں کو فاسفورس بموں سے جلا کر بھسم کر دینا، اُن کی جلی ہوئی ہڈیوں کو نالے میں پھینک دینا، اِس قبیح فعل کی مذمت کے لیے دنیا کی کوئی زبان الفاظ فراہم نہیں کر سکتی۔ یہ مسلمانوں کے لیے ہی نہیں انسانیت کے لیے باعث شرم ہے۔ کسی نے درست کہا ہے کہ انسان جب ظلم و ستم پر اتر تا ہے تو درندوں کو مات کر جاتا ہے۔ ہمیں یقین واثق ہے کہ جس اقتدار کو بچانے اور امریکی سہارا حاصل کرنے کے لیے اِس بدبخت شخص نے یہ ظلم کمایا تھا، وہی اقتدار اِس کی گردن میں رسہ بن کر پڑے گا (ان شاء اللہ)۔

ارادہ تو یہ تھا کہ صدر مشرف نے اپنی گفتگو میں دروغ گوئی کے جو نئے ریکارڈ قائم کیے ہیں، اُن سب کا پوسٹ مارٹم کیا جائے لیکن سچی بات یہ ہے کہ جامعہ حفصہ میں ہونے والے ظلم اور درندگی کی مذمت سے ابھی دل بھرا نہیں۔ بہر حال اپنی کم علمی اور کم مائیگی کی وجہ سے اِس مذمت کو ادھورا چھوڑتے ہوئے ہم قوم سے ایک سوال کرتے ہیں کہ کیا ایک ایسا شخص جو بات بات پر جھوٹ بولے یعنی ثابت شدہ کاذب ہو، وہ مسلمانوں کا حکمران بن سکتا ہے۔ ایک حدیث شریف کی ترجمانی یوں کی جا سکتی ہے کہ مسلمان میں بہت سے عیوب ہو سکتے ہیں لیکن وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اِس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو مسلمانان پاکستان پر فرض ہے کہ وہ ایسے دروغ گو اور کاذب انسان کو مسند اقتدار سے اُتار کر کٹہرے میں کھڑا کریں اور اُس سے اُس کے ظلم و ستم کا حساب لیا جائے اور سچ یہ ہے کہ دنیا اور اِس کے قوانین ایسے ظالم انسان کو بھرپور سزا دینے سے قاصر ہیں۔ کیا ایک مرتبہ دی گئی پھانسی جامعہ حفصہ اور قبائلی علاقوں میں بہائے گئے خون کا بدلہ ہو سکتی ہے۔ یقیناً نہیں۔ اِس کا حساب اور اس کی پوری سزا تو صرف روزِ قیامت ممکن ہوگی۔

# ساقی نامہ (تیسرا بند)

[بالِ جبریل]

مری ناؤ گرداب سے پار کر — یہ ثابت ہے تو اس کو سیّار کر!
بتا مجھکو اَسرارِ مرگ و حیات — کہ تیری نگاہوں میں ہے کائنات!
مرے دیدۂ تر، کی بے خوابیاں! — مرے دل کی پوشیدہ بیتابیاں!
مرے نالۂ نیم شب کا نیاز! — مری خلوت و انجمن کا گداز!
اُمنگیں مری، آرزوئیں مری — اُمیدیں مری ، جستجوئیں مری!
مری فطرت آئینۂ روزگار! — غزالانِ افکار کا مرغزار!
مرا دل ، مری رزم گاہِ حیات! — گمانوں کے لشکر ، یقیں کا ثبات!
یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر! — اِسی سے فقیری میں ہوں میں امیر!

---

9۔ اے مولائے کُل! ملّتِ اسلامیہ کے ہر پیر و جواں کو مشکلات سے نکال کر اُن کی منزل تک پہنچا دے۔ اُن کی جو کشتی میری طرح گرداب میں پھنسی ہوئی ہے، اُسے بھی پار لگانے کا اہتمام کر۔ (سیّارے کے معنی گردش کرنے والا ہے)

10۔ اے مولائے کُل! تُو مجھے بھی موت و زندگی کے تمام اسرار و رموز سے آگاہ کر دے، اس لیے کہ یہ محض تیرا ہی وجود ہے جو تمام کائنات کے احوال و موجودات سے باخبر ہے۔

11۔ ملّتِ مسلمہ جس ابتلاء میں گرفتار ہے اور زوال و انحطاط سے دوچار ہے، اُس پر میرا دل خون کے آنسو روتا رہتا ہے۔ یہی اذیت مجھے شب بھر بیدار رکھتی ہے۔ لیکن افسوس اِس امر پر ہے کہ میری اِس حالت سے کوئی واقف نہیں۔

12۔ اِسی کیفیت کے سبب میں تیری بارگاہ میں نصف شب کے وقت نالہ و فغاں میں مصروف رہتا ہوں، خلوت میں ہوں یا کسی اجتماع کے مابین جلوت میں۔ ہر لمحے میرا قلب اسی کرب کا شکار رہتا ہے اور ہر لمحے اضطراب مجھ پر مسلط رہتا ہے۔

13۔ اے مولا! میری اُمنگیں اور آرزوئیں سب میری ذات تک محدود نہیں، بلکہ پوری ملّت کے لیے ہیں۔ یہی نہیں، بلکہ میں انسانیت کے لیے بہتری کی اُمید اور جستجو کرتا رہتا ہوں۔

14۔ میں تو ایک ایسا مفکر ہوں جو فطرتاً کائنات کے حقائق کا ادراک حاصل کرنے میں مصروف رہتا ہے اور میرا دل ہر نوع کے خیالات کا خزینہ ہے، جس میں انسان اور معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے جذبات موجزن رہتے ہیں (غزالانِ افکار: خیالات کے ہرن)

15۔ اے ربِّ کریم! میرا دل تو انسانی زندگی کے جُملہ مسائل کی آماج گاہ ہے، جہاں ہر لمحے نیک و بد میں تصادم رہتا ہے اور ہر نوع کے یقین و گمان کا مرکز ہے۔

16۔ میں تو ایک فقیر، درویش منش ہوں، لیکن تُو نے میری ذات میں جو خصوصیات پیدا کی ہیں اور جن کا تذکرہ میں گزشتہ چند اشعار میں کر چکا ہوں، اُنہی کے دم پر میں امیری کا لطف حاصل کر رہا ہوں۔

اِن اشعار میں جن خیالات و جذبات کا اظہار کیا گیا ہے، اے ربِ ذوالجلال! تُو جانتا ہے کہ ملّت کے لیے وہ کس قدر مفید اور کارآمد ہیں۔ تجھ سے اتنی استدعا ہے کہ یہ جذبے ہر مسلمان کی رُوح و قلب میں داخل کر دے کہ تُو قادرِ مطلق ہے۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد حفظہ اللہ کے مکمل دورۂ ترجمہ قرآن اور دروس و خطابات کے علاوہ تلاوتِ قرآن، کتبِ احادیث کے تراجم، میثاق، حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے تازہ اور سابقہ شمارے، اردو و انگریزی کتب، کیسٹس، سی ڈیز اور مطبوعات کی مکمل فہرست ہماری ویب سائٹ www.tanzeem.org پر ملاحظہ کیجئے!

# نیکی کے دروازے

## نبی اکرم ﷺ کی ایک حد درجہ جامع حدیث کی تشریح و توضیح

**مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی، لاہور میں بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے خطاب جمعہ کی تلخیص**

[سورۃ الحجرات کی آیات 14، 15 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ، قَالَ : قُلْتُ : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّۃَ وَیُبَاعِدُنِیْ عَنِ النَّارِ ، قَالَ :((لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ عَظِیْمٍ وَاِنَّہٗ لَیَسِیْرٌ عَلٰی مَنْ یَسَّرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ : تَعْبُدُ اللّٰہَ لَا تُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا ، وَتُقِیْمُ الصَّلَاۃَ ، وَتُؤْتِی الزَّکَاۃَ ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ ، وَتَحُجُّ الْبَیْتَ)) ثُمَّ قَالَ : ((اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی اَبْوَابِ الْخَیْرِ؟ اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ ، وَالصَّدَقَۃُ تُطْفِئُ الْخَطِیْئَۃَ کَمَا یُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ ، وَصَلَاۃُ الرَّجُلِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ)) ثُمَّ تَلَا ﴿تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ حَتّٰی بَلَغَ ﴿یَعْمَلُوْنَ﴾ (السجدۃ) ثُمَّ قَالَ : ((اَلَا اُخْبِرُكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ وَعَمُوْدِہٖ وَذِرْوَۃِ سَنَامِہٖ؟)) قُلْتُ : بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ: ((رَاْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ ، وَعَمُوْدُہُ الصَّلَاۃُ ، وَذِرْوَۃُ سَنَامِہِ الْجِھَادُ)) ثُمَّ قَالَ : ((اَلَا اُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذٰلِكَ کُلِّہٖ؟)) فَقُلْتُ : بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! فَاَخَذَ بِلِسَانِہٖ وَقَالَ : ((کُفَّ عَلَیْكَ ھٰذَا)) قُلْتُ : یَانَبِیَّ اللّٰہِ! وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَکَلَّمُ بِہٖ؟ فَقَالَ : ((ثَکِلَتْكَ اُمُّكَ یَا مُعَاذُ! وَھَلْ یَکُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ اَوْ قَالَ عَلٰی مَنَاخِرِھِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِھِمْ)) (رواہ الترمذی)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے کہا: یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور کردے۔ آپؐ نے فرمایا: ”تو نے ایک انتہائی عظیم چیز کا سوال کیا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ جس کے لیے آسان فرمادے اس کے لیے بلاشبہ بڑا آسان کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ رمضان کے روزے رکھو۔ بیت اللہ کا حج کرو“۔ پھر فرمایا: ”کیا میں تجھے نیکی کے دروازے نہ بتاؤں؟ روزہ (جہنم سے) ڈھال ہے۔ صدقہ گناہوں کو یوں مٹا ڈالتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور انسان کا رات کو نماز ادا کرنا۔ اور پھر آپؐ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: ”اہل ایمان کے پہلو (رات کو) بستر سے علیحدہ رہتے ہیں اور وہ اپنے رب کو اس کے عذاب کے خوف اور رحمت کی امید کے ملے جلے جذبات و کیفیات سے پکارتے ہیں اور ہم نے انہیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا کچھ تیار کر رکھا ہے۔ یہ سب ان کے کیے ہوئے اعمال کی جزا اور بدلہ ہوگا“۔ پھر فرمایا: ”کیا میں تجھے دین کی اصل (بنیاد)، اس کا ستون اور اس کا بلند ترین عمل نہ بتادوں؟“ میں نے کہا: یارسول اللہ! کیوں نہیں؟ فرمایا: ”دین کی اصل اسلام (یعنی مکمل اطاعت اور خود سپردگی) ہے۔ اس کا ستون نماز اور افضل و بلند عمل جہاد ہے“۔ پھر فرمایا: ”کیا میں تجھے ان تمام اعمال کی بنیاد اور اصل کی خبر نہ دوں؟“ میں نے کہا: جی ہاں یارسول اللہ! کیوں نہیں؟ تو آپؐ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا: ”اسے قابو میں رکھو“۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ہم جو کچھ بولتے ہیں کیا اس کا مواخذہ ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: ”اے معاذ! تجھے تیری ماں گم پائے! لوگوں کو ان کے چہروں (یا فرمایا ”نتھنوں“) کے بل جہنم میں ان کی زبانوں کی کٹائی (کمائی) ہی تو لے جائے گی“۔

> **نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:**
> **”میرے صحابہؓ میں حلال و حرام کا سب سے زیادہ جاننے والا معاذ ہے“**

حضرات! آپ کے سامنے میں نے جو طویل حدیث پیش کی یہ حکمتِ دین کا عظیم خزانہ ہے۔ اِسے حضرت معاذ بن جبلؓ نے روایت کیا ہے۔ آپؓ ایک جلیل القدر صحابی ہیں جن کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہؓ میں حلال و حرام کا سب سے زیادہ جاننے والا معاذ ہے۔ یہ حدیث ترمذی شریف میں نقل کی گئی ہے، اور اِسے ”حدیث حسن صحیح“ کہا گیا ہے۔ اِسی مضمون کی ایک اور نسبتاً زیادہ طویل حدیث بھی حضرت معاذ بن جبلؓ ہی سے ترمذی، مسند احمد، بزاز، اور ابن ماجہ میں نقل کی گئی ہے، جس میں حضرت معاذ بن جبلؓ نے اپنے ان سوال و جواب کا پس منظر بھی واضح کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ لوگوں کو غزوۂ تبوک کے لیے لے کر نکلے۔ جب صبح ہوگئی تو آپؐ نے ان کو صبح کو نماز پڑھائی، لوگ نماز پڑھ کر پھر سوار ہوگئے۔ جب آفتاب نکلا تو سب لوگ شب بیداری کی وجہ سے اُونگھ رہے تھے۔ ایک معاذؓ تھے جو برابر رسول ﷺ کے پیچھے پیچھے لگے چلے آرہے تھے۔ بقیہ لوگوں کی سواریاں چرتی رہیں اور چلتی رہیں اور انہیں لے کر راستے کے طول و عرض میں تتر بتر ہوگئی تھیں۔ اِسی دوران میں کہ معاذؓ کی اونٹنی نے جو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے پیچھے پیچھے کبھی چرتی اور کبھی چلتی جارہی تھی، دفعتہً ٹھوکر کھائی، معاذؓ نے اُس کو لگام کھینچ کر سنبھالا تو وہ اور تیز ہوگئی یہاں تک کہ اُس کی وجہ سے آپؐ کی اونٹنی بھی بدک گئی۔ آپؐ نے اپنا نقاب اٹھایا! دیکھا تو لشکر بھر میں معاذؓ سے زیادہ کوئی اور شخص آپؐ کے

قریب نہ تھا۔ آپؐ نے انؓ کو آواز دی اے معاذؓ! انہوں نے جواب دیا، یا نبی اللہ میں حاضر ہوں۔ فرمایا اور قریب آجاؤ، وہ قریب آ گئے اور اتنے قریب آ گئے کہ دونوں کی سواریاں ایک دوسرے سے بالکل مل گئیں۔ آپؐ نے فرمایا: میرا یہ خیال نہیں تھا کہ لوگ مجھ سے اتنی دُور ہوں گے۔ معاذؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ کچھ اُونگھ رہے تھے (اس لیے) اُن کی سواریاں چرتی رہیں اور چلتی رہیں اور اِدھر اُدھر انہیں لے کر متفرق ہو گئیں۔ آپؐ نے فرمایا میں خود بھی اُونگھ رہا تھا۔ معاذؓ نے جب دیکھا کہ آپؐ اُن سے خوش ہیں اور موقع بھی تنہائی کا ہے، تو عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اجازت دیجیے تو ایک بات پوچھوں جس نے مجھے بیمار ڈال دیا ہے اور نڈھال کر دیا ہے اور غمزدہ بنا رکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''اچھا جو چاہتے ہو پوچھو۔''

اب اِس کے بعد سوال جواب ہوئے، جو اُس روایت میں تفصیل کے ساتھ ہیں، البتہ حدیث زیر درس میں اُن کا خلاصہ آ رہا ہے۔

حضرت معاذؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے وہ عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے، اور جہنم کی آگ سے دور کر دے۔

اِس پر آپؐ نے فرمایا: ''معاذؓ تم نے بہت اچھی بات پوچھی ہے۔'' گویا آپؐ نے شاباش دی کہ تم نے وہی بات پوچھی ہے جو پوچھنی چاہیے تھی۔ پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس کے لیے آسان فرما دے اُس کے لیے بلاشبہ یہ بڑا آسان کام ہے۔'' اور وہ کیا ہے؟ یہ کہ ''تم اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔''

عبادت اور شرک دو جامع اصطلاحات ہیں۔ عبادت یہ ہے کہ انسان اپنی پوری زندگی میں جذبۂ محبت سے سرشار ہو کر اللہ کی مطلق اطاعت بجالائے۔ شرک بھی وسیع مفہوم کا حامل ہے۔ شرک محض یہی نہیں کہ بتوں کو سجدہ کیا جائے بلکہ (شرک فی الذات کے ساتھ ساتھ) شرک فی الصفات اور شرک فی الحقوق بھی اِس میں شامل ہیں۔ یہاں فرما دیا کہ شرک کی تمام آلائشوں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

اِس کے بعد آپؐ نے فرمایا: ''نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور اللہ کے گھر کا حج کرو۔''

نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذؓ کے سوال کے جواب میں جو باتیں بیان فرمائیں، اُن میں گویا دین کے تقاضوں کا جامع بیان آ گیا کہ پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے، شرک سے اجتناب کیا جائے اور ارکان اسلام کی پابندی کی جائے۔ یہی وہ چیزیں ہیں کہ جن سے ہماری تہذیب وجود میں آتی ہے اور ایک تمدن تشکیل پاتا ہے۔

اِس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے خود ہی فرمایا: ''اے معاذ! کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ خیر کل کے دروازے کون سے ہیں؟ (اور پھر آپؐ ہی نے جواب میں فرمایا) روزہ (نفس کے حملوں کے خلاف) ڈھال ہے۔ صدقہ گناہوں کو یوں مٹا ڈالتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے (یعنی کوئی خطا سرزد ہو تو صدقہ کیا کرو، وہ گناہوں کے اثرات کو دھو ڈالے گا) اور رات کے درمیانی حصے میں آدمی کا نماز پڑھنا۔'' یعنی تہجد کا اہتمام کرنا، اور پھر آپؐ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں (ترجمہ) ''اہل ایمان کے پہلو (رات کو) بستر سے علیٰحدہ رہتے ہیں اور وہ اپنے رب کو اُس کے عذاب کے خوف اور رحمت کی امید کے ملے جلے جذبات و کیفیات سے پکارتے ہیں، اور ہم نے انہیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ ہم نے اُن کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا کچھ تیار کر رکھا ہے۔ یہ سب اُن کے کیے ہوئے اعمال کی جزا اور بدلہ ہوگا۔''

نماز تہجد کی بڑی فضیلت و اہمیت آئی ہے۔ تاہم جس طور سے ہمارے ہاں اِس کا اہتمام ہوتا ہے، اُس سے یہ نماز فجر کا ضمیمہ بن کر رہ گئی ہے۔ بالعموم تہجد پڑھنے والے لوگ فجر سے کچھ وقت پہلے جاگ جاتے ہیں اور جلدی سے آٹھ رکعات نفل پڑھ لیتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اجر و ثواب کے حوالے سے اِس کا فائدہ نہیں۔ یقیناً اِس کی برکات ظاہر ہوں گی اور اس پر اجر و ثواب بھی ملے گا، لیکن تہجد کی اصل صورت یہ ہے کہ آدمی رات کو سو کر اُٹھے، اپنی نیند کو توڑے، اور تہجد ادا کرے اور پھر دوبارہ سو جائے اور

> ''مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، پھر شک میں نہ پڑے اور اللہ کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کیا۔ یہی لوگ (اپنے دعویٰ ایمان میں) سچے ہیں۔'' (القرآن)

پھر فجر کے لیے بیدار ہو۔

اِس کے بعد رسول کریم ﷺ کا دریائے سخاوت جوش میں آیا۔ آپؐ نے خود ہی معاذ بن جبلؓ سے سوال کیا کہ ''اے معاذ، کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ دین کی اصل (بنیاد)، اِس کا ستون اور اِس کا بلند ترین عمل کون سا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں، ضرور بتایئے۔

آپؐ نے فرمایا: ''دین کی اصل اسلام (مکمل اطاعت وخود سپردگی) ہے۔ یہاں آپؐ نے 'اسلام' کا ذکر ارکان اسلام کے حوالے سے نہیں کیا، بلکہ اپنے اصل معانی میں کیا ہے۔ اسلام کے معانی ہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے سرنڈر کر دینا۔ لہٰذا بندۂ مومن کو چاہیے کہ اپنی زندگی کے ہر میدان میں اپنی سوچ، اپنے فکر، اپنے خیال اور طرزِ عمل کو اللہ کے حکم کے مقابلے میں ترک کر دے، اور حکم الٰہی کو بجالائے۔ یہ اسلام کی روش ہے۔

دین کا عمود (ستون) کیا ہے؟ فرمایا: ''اِس (دین) کا ستون نماز ہے۔'' جیسے ہر عمارت کی ایک بنیاد ہوتی ہے، پھر اس کے ستون ہوتے ہیں اور اُن پر چھت کھڑی ہوتی ہے۔ تو دین کی بنیاد کامل اطاعت اور وفاداری ہے اور اِس کا ستون نماز ہے۔ اور اِس کا چوٹی کا عمل کیا ہے جو ایک عمارت کے لیے بمنزلہ چھت کے ہے، فرمایا: ''دین کا چوٹی کا عمل جہاد ہے''۔ غور کیجیے، یہاں دین کا چوٹی کا عمل جہاد بتایا گیا ہے، مگر افسوس کہ ہمارے ہاں اچھے خاصے دیندار لوگوں کا معاملہ بھی یہ ہے کہ وہ اس سے غافل ہیں۔ وہ ارکان اسلام سے آگے نہیں بڑھ پاتے، حالانکہ جہاد ایمان کا لازمی تقاضا ہے، جیسا کہ سورۃ الحجرات میں فرمایا گیا ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝﴾

''مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، پھر شک میں نہ پڑے اور اللہ کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کیا۔ یہی لوگ (اپنے دعویٰ ایمان میں) سچے ہیں۔''

اگر کسی شخص کی زندگی میں جہاد نہیں ہے تو گویا اُس کے دل میں یقین نہیں ہے۔

جہاد کے ضمن میں جو بات خصوصی توجہ اور غور کی طالب ہے، وہ یہ ہے کہ اِس کے معانی محض جنگ کے

نہیں، جیسا کہ عام طور پر لوگوں نے سمجھا ہے، اگرچہ جنگ، جہاد کی ایک منزل ہے۔ جنگ کے لیے قرآن مجید کی اصطلاح ''قتال'' ہے۔ سورۃ الصف میں 'جہاد' اور 'قتال' دونوں اصطلاحیں آئی ہیں۔ ذیل میں جہاد کا تذکرہ ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝﴾

''مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذابِ الیم سے مخلصی دے۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔''

آیت نمبر4 میں قتال کا ذکر آیا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ۝﴾

''جو لوگ اللہ کی راہ میں (ایسے طور پر) پرے جما کر لڑتے ہیں کہ گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں، وہ بے شک محبوب کردگار ہیں۔''

سیرت النبی ﷺ پر نگاہ ڈالی جائے تو ہمیں نظر آتا ہے کہ آپؐ کی مکی زندگی کے سالوں میں جہاد ہو رہا تھا، اور یہ جہاد بالقرآن تھا۔ یہ دعوت و تبلیغ، تزکیہ و تربیت اور تنظیم کا جہاد تھا۔ آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ جب مدینہ ہجرت فرما گئے تو اب جہاد نے قتال کی شکل اختیار کر لی۔ چنانچہ اب بہت سے غزوات اور سرایا پیش آئے۔

بہر حال جہاد کا مطلب جدوجہد اور کوشش ہے، ہر وہ کوشش جو اپنے سرکش نفس، باطل نظریات اور غیر اسلامی نظام کے خلاف کی جائے۔ غلبہ دین کے لیے جو جدوجہد ہوگی، اُس میں سب سے پہلے لوگوں تک اللہ کا دین پہنچانا ہوگا۔ یہ دعوت و تبلیغ کا جہاد ہے۔ پھر انہیں جماعت کی صورت میں منظم کرنا ہوگا، اُن کو تزکیہ و تربیت کے مراحل سے گزارنا ہوگا۔ پھر جب معتدبہ تعداد میں ایسے لوگ میسر آجائیں، جنہوں نے ایک امیر کے ہاتھ پر سمع و طاعت اور جہاد کی بیعت کر لی ہو، اپنے آپ اور اپنے گھر پر دین کو نافذ کر چکے ہوں اور اُن کے دلوں میں اللہ کی رضا اور اُخروی فلاح کے سوا اور کوئی امنگ باقی نہ رہ گئی ہو تو پھر قتال کا مرحلہ آئے گا۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہمیں یہی ترتیب دکھائی دیتی ہے۔

اِس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! کیا میں تمہیں ان تمام اعمال کی بنیاد اور اصل کی خبر نہ دوں؟'' تو آپؐ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا: ''اِسے قابو میں رکھو''۔ مراد یہ ہے کہ زبان پر تمہارا کنٹرول ہونا چاہیے۔ چاہیے کہ اِس سے کوئی غلط کلمہ نہ نکلے، کسی کی غیبت نہ ہو، کسی پر تہمت نہ لگے، جھوٹ نہ نکلے، کسی کو بُرا بھلا نہ کہا جائے۔ تمہاری زبان سے جو بات بھی نکلے وہ صحیح ہونی چاہیے۔ یہی بات سورۃ الاحزاب میں فرمائی گئی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝﴾

''مومنو اللہ سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کہا کرو۔ وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک بڑی مراد پائے گا۔''

زبان کے درست استعمال کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرم گاہ کی (حفاظت کی) ضمانت دے، میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' (متفق علیہ)

جب آپؐ نے یہ فرمایا کہ زبان کو روکو، تو اِس پر حضرت معاذ بن جبلؓ نے سوال کیا، اے اللہ کے نبی! ہم جو کچھ بولتے ہیں کیا اس کا مواخذہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا، اور اِس میں بڑی محبت کا انداز ہے، ''اے معاذؓ! تجھے تیری ماں گم پائے، لوگوں کو اُن کے چہروں (یا فرمایا نتھنوں) کے بل جہنم میں ان کی زبانوں کی کٹائی ہی تو لے جائے گی۔''

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان اور جہاد کے تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

[مرتب: محبوب الحق عاجزؔ]


# ترجمہ قرآن کریم کورس

## (سمر کیمپ)

**تعارف:** مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے شعبۂ تدریس کے زیر اہتمام ایک خصوصی سمر کیمپ منعقد کیا جا رہا ہے۔ جس میں اڑھائی ماہ کی قلیل مدت میں مکمل ترجمۂ قرآن (مع مختصر لغوی و تفسیری بیان) اور منتخب نصابِ حدیث کی تدریس ہوگی۔

**اہلیت** : رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) کی تکمیل یا عربی گرامر کے کسی شارٹ کورس میں شرکت۔

**دورانیہ** : مورخہ 16 جون تا 31 اگست 2008ء

**اوقاتِ تدریس** : صبح 8 بجے تا دوپہر 12 بجے

**داخلہ ٹیسٹ** : مورخہ 14 جون 2008ء صبح 10 بجے ہوگا۔ (رجوع الی القرآن کورس پاس کرنے والے حضرات داخلہ ٹیسٹ سے مستثنیٰ ہیں)

مقام : قرآن اکیڈمی 36 کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 3-5869501

زیر انتظام: شعبۂ تدریس، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

email : irts@tanzeem.org

# قومی معاملات، امریکی مداخلت کا جواز کیا؟

ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ

آج ہر باشعور پاکستانی اس بات پر بے حد متفکر اور بہت متذبذب نظر آتا ہے کہ امریکی اہلکار تواتر کے ساتھ پاکستان کے دورے کیوں کر رہے ہیں اور وہ بات بات پر ہمارے داخلی معاملات میں دخل کیوں دے رہے ہیں اور ان کے متواتر دوروں کے مقاصد کیا ہیں؟ ان سوالات کا سیدھا سادہ جواب تو یہ ہے کہ انسانی فطرت ہے کہ جب انسان کہیں سرمایہ کاری کرتا ہے تو اُس کا دل بھی وہیں اٹکا رہتا ہے۔ امریکہ نے پاکستان میں نام نہاد دہشت گردی کی آڑ میں پاکستان کو اپنی طفیلی سٹیٹ بنانے کے لیے اربوں ڈالرز کی سرمایہ کاری کی ہوئی ہے، اور ڈالروں کی جو بارش مشرف حکومت کے دوران ہوئی ہے، اُس کے بعد امریکہ یہ اپنا حق سمجھتا ہے کہ پاکستان کے داخلی معاملات میں لازماً ٹانگ اڑائی جائے۔ یہی وجہ ہے ججز کی بحالی کا مسئلہ ہو، وزارتوں کی تشکیل کا معاملہ ہو، مخلوط حکومت کے داخلی مسائل ہوں، عسکری امور ہوں یا علاقائی جنگجوؤں سے معاملات طے کرنے کی حکمت عملی وضع کرنی ہو، صدر اور وزیر اعظم کے اختیارات کا قضیہ ہو یا سفارتی سطح کے معاملات وغیرہ ہوں، ان تمام امور پر ہمارے ”آزاد منش“ سیاستدان لازماً امریکی حکومتی اہلکاروں سے صلاح مشورہ لیتے ہیں اور اگر امریکہ سے کوئی عہدیدار نہ آئے تو امریکی سفیر اپنی قیمتی آراء سے نوازنے کے لیے تمام سیاسی قائدین کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔

> امریکہ سے معاملات کے حوالے سے مشرف حکومت اور موجودہ حکومت کی پالیسی میں سرِمُو فرق نہیں۔ اب بھی اُسی طرح نیگرو پونٹے اور رچرڈ باؤچر کی جی حضوری کی جا رہی ہے جیسے پہلے دور میں ہو رہی تھی

یہ بات اب کسی سے پوشیدہ نہیں کہ پاکستان کے تمام حکمرانوں نے اپنے ادوار حکومت میں امریکہ کو اپنا ”مائی باپ“ جانا اور یہی سبق اپنی قوم کے شاہین بچوں کو دیا کہ ہمارا ملک کمزور ہے، ہماری بغل میں ہمارا ازلی دشمن بھارت موجود ہے اور بھارت رقبے اور آبادی کے ساتھ ساتھ طاقت میں بھی ہم سے کئی گنا زیادہ ہے، لہٰذا اس صورت میں ہمیں امریکہ کے گھڑے کی مچھلی بنے رہنا ہے اور اس موقف کو مزید زوردار انداز میں جس طرح سے مشرف دور میں پیش کیا گیا اس کی تو ماضی میں مثال ملنا مشکل ہے۔ کہا گیا کہ زمینی حقائق کو دیکھو، چنانچہ افغانستان کی مسلم اور محکم پالیسی کو فوراً تبدیل کر لو، مسئلہ کشمیر کو طاق نسیان میں رکھ کر بھارت سے جھک کر مذاکرات کر لو۔ گویا قومی وقار اور نظریہ پاکستان کی نہ کبھی کوئی حقیقت تھی اور نہ ہے، انھیں بھی بھلا دو۔ امت کی اصطلاح بھی صحیح نہیں، اصل چیز یہ ہے کہ باقی مسلمان دنیا جہنم میں جائے، ہمیں ”سب سے پہلے پاکستان“ کے نظریے پر عمل کرنا چاہیے۔ محبت وطن قبائل کو غدار اور دہشت گرد قرار دے کر مارا جائے، یہ امریکی خوشنودی کے لیے بے حد ضروری ہے۔ مساجد اور مدارس نے دارالحکومت اسلام آباد کا حسن گہنا دیا ہے، (نعوذ باللہ) لہٰذا انھیں صاف کرو اور اگر باحیا اور غیور طلبہ و طالبات راستے میں مزاحم ہوتے ہیں تو فاسفورس بم مار کر انہیں بھسم کردو۔ اس سے ہماری ”روشن خیالی“ نمایاں ہو جائے گی۔ اسلام پر چلنا بنیاد پرستی ہے، لہٰذا اس داغ کو دھونے کے لیے مخلوط میراتھن ریس کروائی جائیں، کیونکہ بنیاد پرستی امریکہ کو پسند نہیں۔ ہمارا ایٹمی قوت ہونا بش انتظامیہ اور یہودی ریاست اسرائیل کو ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ لہٰذا ایٹمی قوت کے خالق ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو پس زنداں کرو اور اُسے مجرم بنا کر پوری دنیا کے سامنے پیش کردو۔ یہی نہیں ہمارے حکمران تو امریکہ کو رام کرنے کے لیے اس حد تک بھی گئے کہ وزیرستان کے قبائلی علاقوں میں امریکی طیاروں کی وحشت اور بربریت کو اپنے سر لینے سے بھی نہ چوکے اور کہا کہ ہاں ہم نے بے گناہ بچوں، نہتی خواتین اور بے کس بوڑھوں اور جوانوں کو موت کے گھاٹ اُتارا ہے۔ داڑھی، نماز اور روزے کے پابند بے گناہ شہریوں کو ”دہشت گردی“ کا ٹھپہ لگا کر امریکہ کی بدنام زمانہ جیل گوانتاناموبے کے لیے پیش کیا گیا۔ لہٰذا پھر کیا تھا، امریکہ نے ڈالروں کی بارش کر دی۔ لہٰذا اب اگر امریکی اپنی ”سرمایہ کاری“ کا جائزہ لینے پاکستان آتے ہیں تو اعتراض کس بات کا؟

> امریکہ نے نام نہاد دہشت گردی کی آڑ میں پاکستان کو اپنی طفیلی سٹیٹ بنانے کے لیے اربوں ڈالرز کی سرمایہ کاری کی ہوئی ہے، چنانچہ وہ اپنا حق سمجھتا ہے کہ پاکستان کے داخلی معاملات میں مداخلت کی جائے

آمریت کے دور میں تو خیر کسی قومی معاملے پر رائے لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لیکن اب تو جمہوری حکومت ہے مگر اس جمہوری حکومت نے ابھی تک کسی مسئلے پر قوم کو اعتماد میں نہیں لیا، بلکہ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ سے معاملات کے حوالے سے مشرف حکومت اور موجودہ حکومت کی پالیسی میں سرِمُو فرق نہیں۔ اب بھی اُسی طرح نیگرو پونٹے اور رچرڈ باؤچر کی جی حضوری کی جا رہی ہے جیسے پہلے دور میں ہو رہی تھی۔ اب بھی موجودہ اقتصادی بحران سے نمٹنے کے لیے امریکی امداد کے ”نزول“ کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ حکومت نے آغاز میں عندیہ ظاہر کیا تھا کہ قبائلی جنگجوؤں سے مذاکرات کیے جائیں گے مگر فوراً اپنی پیش کش سے پسپائی اختیار کی کیونکہ امریکہ اور نیٹو حکام نے کہا کہ ہمارے فوجیوں اور مشن کے لیے خطرہ بننے

والے امن معاہدے فوراً ترک کیے جائیں۔ ججز کی بحالی کا مسئلہ بھی امریکی خوشنودی کے لیے لٹکا ہوا ہے۔ کیونکہ جسٹس افتخار چوہدری سے خوف ہے کہ وہ امریکہ کی منظورِ نظر قوتوں "مشرف، پیپلز پارٹی، ایم کیو ایم" اور دیگر کے لیے خطرہ ہیں۔ لہٰذا اس مسئلے پر آصف زرداری ہر روز نت نئے مؤقف اختیار کر رہے ہیں جو مشرف کے مؤقف سے ذرہ برابر بھی مختلف نہیں۔ جبکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ عوامی حکومت کے نمائندہ ہیں۔

معلوم نہیں ہمارے لیڈران امریکہ سے کیوں خوفزدہ ہیں؟ جبکہ امریکہ کی حقیقت یہ ہے کہ اِسے دو نہتی اور بے یارومددگار قوموں افغانیوں اور عراقیوں نے ننگی کا ناچ نچوا دیا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ ڈالر اور اسلحہ کی طاقت سے قوموں کو فتح نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح دو حکمران ہمارے حکمرانوں کے لیے کیوں مشعل راہ نہیں بنتے جنھوں نے امریکہ کو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر للکارا ہے یعنی وینز ویلا کے صدر ہوگو شاویز اور ایران کے صدر احمدی نژاد! یہ بات بھی سامنے رہے کہ 81 فیصد امریکیوں نے بش پالیسیوں کو مسترد کر دیا ہے۔ امریکہ تو اس اعتبار سے بھی باعث عبرت ہے کہ پوری دنیا کے ممالک دوسرے طاقتور ممالک سے ڈرتے ہیں جبکہ سپر پاور امریکہ تو بن لادن اور بیت اللہ محسود جیسے افراد سے کانپتا ہے۔ لہٰذا اس صورت حال میں ہماری حکمران کلاس کو سمجھنا چاہیے کہ زندہ قوم کی موجودگی میں زندہ فیصلے کیے جائیں اور امریکہ کو بتا دیا جائے اب اس ملک میں فیصلے اجتماعی رائے سے کیے جائیں گے۔ ماضی کی طرح کسی فردِ واحد کی طرح نہیں۔ یہ بات بھی قابل تشویش ہے کہ امریکہ نے جرمنی کو پاکستان کے لیے بکتر بند گاڑیوں کی فروخت سے روک دیا ہے۔ پاکستان کو "دہشت گردی" کے خلاف جنگ میں تعاون کی بندش کے خطرے کے پیش نظر 8 کروڑ 10 لاکھ ڈالرز کی ادائیگی روک لی ہے۔ مگر دوسری جانب ناظم کراچی سید مصطفیٰ کمال کو امریکہ بلا کر ان کی آؤ بھگت کی اور مختلف پراجیکٹس کے لیے کروڑوں ڈالرز امداد کے وعدے کیے ہیں اور یہ وعدے اس قدر بڑے ہیں کہ ناظم کراچی نے دورے سے واپس آکر کراچی سمیت پورے سندھ کی خدمت کے عزم کا اظہار کیا۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ امریکہ کی ہر حرکت پر نظر رکھی جائے، کیونکہ ماضی میں بھی ہم اس کی وجہ سے بہت بڑے نقصانات اُٹھا چکے ہیں۔

## بقیہ: جھوٹ ہلاکت کا باعث ہے

باتیں کرتا ہے اور جھوٹ بول کو لوگوں کو ہنساتا ہے۔ ہلاکت ہے اس کے لیے، ہلاکت ہے اس کے لیے۔"

اور فرمایا:

"میں اس شخص کو جنت میں درمیانے درجے کے ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو جھوٹ کو چھوڑ دے خواہ مزاح میں ہو۔" (رواہ ابوداؤد)

جھوٹ اتنی بری شے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو کراماً کاتبین اس سے میل کے فاصلے پر دور بھاگ جاتے ہیں اس کی بدبو سے جو وہ لایا ہے۔" (رواہ الترمذی)

یہ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے کہ جھوٹ کی خصلت سے کلی اجتناب کریں اور بیہودہ کلام سے بھی اپنے آپ کو بچائیں۔ حدیث رسول ﷺ ہے:

"کسی بھی انسان کے اسلام کا حسن اس میں ہے کہ وہ بیہودہ باتوں کو چھوڑ دے۔"

نبی اکرم ﷺ اپنی دعاؤں میں فرمایا کرتے تھے:

"اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے اور اعمال کو ریاء سے اور زبان کو جھوٹ سے اور آنکھوں کو خیانت سے پاک کر دے۔ بیشک آپ ہی آنکھوں کی خیانت اور دل کے بھیدوں کو جاننے والے ہیں۔"

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹ اور تکذیب سے بچائے اور صادق الایمان لوگوں میں داخل فرما دے۔ آمین یارب العالمین۔

## بقیہ: کالم آف دی ویک

یہی حال دنیا میں اُس قوم کا ہے
بھنور میں جہاز آ کے جس کا گھرا ہے
کنارہ ہے دُور اور طوفاں بپا ہے
گماں ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے
نہیں لیتے کروٹ مگر اہل کشتی
پڑے سوتے ہیں، بے خبر اہل کشتی
گھٹا سر پہ اِدبار کی چھا رہی ہے
فلاکت سماں اپنا دکھلا رہی ہے
نحوست پس و پیش منڈلا رہی ہے
چپ و راست سے یہ صدا آ رہی ہے
کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم
ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم
پر اس قوم غافل کی غفلت وہی ہے
تنزل پہ اپنے قناعت وہی ہے
ملے خاک میں پر رعونت وہی ہے
ہوئی صبح اور خواب راحت وہی ہے
نہ افسوس انہیں اپنی ذلت پہ ہے کچھ
نہ رشک اور قوموں کی عزت پہ ہے کچھ"

یہ مسدس اگرچہ مختلف سیاق وسباق میں لکھی گئی تھی لیکن جوہری طور پر یہ آج بھی ہماری حالت پر صادق آتی ہے۔ شدید خطرات کے بالمقابل ہم جو بے حسی اور عاقبت نااندیشی دیکھ رہے ہیں وہ بالکل ویسی ہے جس کا ماتم حالیؔ نے سوا سو سال پہلے کیا تھا۔ (بشکریہ جنگ)


## مسجد انتظامیہ کی توجہ کے لئے

اکثر نمازی حضرات مسجد کے اندر اپنا موبائل فون بند کرنا بھول جاتے ہیں، جس کی وجہ سے دوسرے نمازیوں کو نماز اور خطبہ کے دوران پریشانی ہوتی ہیں اور مسجد کا تقدس بھی پامال ہوتا ہے۔

اس پریشانی سے بچنے کے لئے ہم مناسب قیمت پر جامر فراہم کر رہے ہیں۔ خواہشمند حضرات ہم سے رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: عبدالواحد موبائل نمبر: 0321-2026250
(بوقت: بعد نماز ظہر تا عشاء)

# وکلاء تحریک: انقلاب اسلامی کا پہلا پڑاؤ؟

محمد نذیر یٰسین

کیا وکلاء کی تحریک پاکستان میں نفاذ اسلام کے لئے پہلے پڑاؤ کی حیثیت رکھتی ہے؟ اس سوال پر سوچ بچار کے لئے ہمیں چند پہلوؤں یا سوالات کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ یعنی اس تحریک کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟ اس تحریک کی قیادت کن لوگوں کے پاس ہے؟ یہ تحریک اب تک کس کی پشت پناہی اور مالی تعاون سے چل رہی ہے؟ اور یہ تحریک مستقبل میں نفاذ اسلام کی عمومی تحریک کے لئے کس قدر ممد و معاون ثابت ہو سکتی ہے؟

جب یہ تحریک شروع ہوئی تو بظاہر اس کا مقصد 9 مارچ 2007ء کو غیر فعال کر دیئے جانے والے چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کی بحالی تھا۔ جب چیف جسٹس بحال ہو گئے تو وکلاء نے اپنی تحریک کا مقصد جنرل پرویز کی اقتدار سے بے دخلی قرار دے دیا اور پھر جب 2 نومبر 2007 کو ایمرجنسی پلس نافذ کی گئی اور تقریباً ساٹھ ججوں نے نئے پی سی او کے تحت حلف اٹھانے سے انکار کر دیا تو اس تحریک کا مقصد ملک میں آئین و قانون کی بالادستی قرار دیا گیا اور اب کچھ باتیں امریکی غلامی سے نجات کی بھی ہونے لگی ہیں۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو اس تحریک نے اپنے اغراض و مقاصد کے حوالے سے پیش رفت کی ہے اور اس میں کافی حد تک مثبت ارتقاء ہوا ہے، لہٰذا اس امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا کہ یہی تحریک مستقبل میں نفاذ اسلام کی تحریک میں تبدیل ہو جائے یا اس کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ یا پھر دینی قوتیں اس کی کامیابی سے سبق حاصل کرتے ہوئے نفاذ اسلام کی تحریک برپا کر لیں۔

بظاہر اس تحریک کے حقیقی لیڈر دین و مذہب سے کسی قدر لگاؤ رکھنے والے جسٹس افتخار محمد چودھری ہیں، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ اس تحریک کو ہمیشہ لیڈ نہیں کر سکتے۔ اگر وہ بحال ہو جاتے ہیں تو انہیں مروجہ آئین و قانون کے دائرے میں رہنا ہوگا اور اگر وہ اس دائرے میں رہتے ہیں تو ملک و قوم کی بہتری اور نفاذ اسلام کے لئے انقلابی اقدامات کرنے سے قاصر ہوں گے۔ اس کا تجربہ ہم ان کی سابقہ بحالی کے حوالے سے کر بھی چکے ہیں کہ وہ کس طرح پھونک پھونک کر قدم رکھتے رہے تھے، یہاں تک کہ وہ جنرل پرویز مشرف کے غیر آئینی انتخاب کو روکنے میں بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ اُن کی دوبارہ بحالی کی صورت میں اس تحریک کی قیادت غالباً جناب اعتزاز احسن کریں گے جن کی روشن خیالی اور سیکولر ذہنیت سے ہم سب بخوبی واقف ہیں۔

حالیہ انتخابات سے قبل روزنامہ جنگ میں راقم کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں ایک فرضی خواب بیان کیا گیا تھا۔ اس خواب کے مطابق انتخابات کے بعد پاکستان میں ایک قومی حکومت قائم ہوگی جو کچھ عرصے بعد ناکامی سے دوچار ہو جائے گی اور ملک میں دوبارہ انتخابات منعقد ہوں گے۔ ان انتخابات میں وکلاء کی ایک سیاسی جماعت منظر عام پر آئے گی اور حیرت انگیز طور پر انتخابات میں کامیابی بھی حاصل کر لے گی۔ یہ نو منتخب حکومت ملک میں بہت سے انقلابی اقدامات اور دیگر اصلاحات کرے گی جس کا نتیجہ پاکستان کے بتدریج ایک فلاحی ریاست (ایسی فلاحی ریاست جس کا تصور مغرب میں پایا جاتا ہے) کے قیام کی صورت میں برآمد ہوگا۔ بہرکیف اب اس خواب کا کسی قدر حقیقت ہونا ہم دیکھ رہے ہیں کہ موجودہ مخلوط حکومت، جسے قومی حکومت بھی کہا جا سکتا ہے بتدریج ناکامی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ نہ تو ججوں کی بحالی کا مسئلہ حل ہوتا دکھائی دے رہا ہے اور نہ ہی مہنگائی اور دیگر عوامی مسائل پر ہی کوئی توجہ دی جا رہی ہے۔ اب اگر حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے ہیں، بالخصوص معزول شدہ عدلیہ کو بحال نہیں کیا جاتا اور معاملہ اس حکومت کے خاتمے اور نئے انتخابات کے انعقاد تک پہنچ جاتا ہے تو اُن ممکنہ انتخابات میں وکلاء ایک سیاسی پارٹی کی صورت میں سامنے آسکتے ہیں۔ لگتا یہی ہے کہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ ن امریکی دباؤ، آمریت کے خدشات اور نام نہاد قومی مفاد کے تقاضوں کے نام پر اس مسئلہ کو حل نہیں کر پائیں گے جس کی وجہ سے یہ دونوں ہی جماعتیں عوامی تائید و حمایت سے محروم ہو سکتی ہیں، جس کا منطقی نتیجہ وکلاء کی ممکنہ طور پر قائم ہونے والی سیاسی جماعت کی کامیابی کی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ یہ امر قابل غور ہے کہ بیشتر وکلاء رہنما اچھی شہرت کے حامل ہیں اور اب قومی رہنماؤں کی شکل بھی اختیار کرتے جا رہے ہیں۔

کچھ لوگ وکلاء تحریک کے متعلق بعض تحفظات رکھتے ہیں جبکہ بہت سوں کے خیال میں تو اس تحریک کے پس پردہ غیر ملکی ہاتھ کارفرما ہے۔ ان تحفظات و خدشات کو بالکل بے بنیاد قرار نہیں دیا جا سکتا۔ آخر یہ تحریک کس کے سہارے اتنی آن بان اور شان و شوکت کے ساتھ جاری ہے؟ کسی بھی تحریک کے لئے کارکنوں اور فنڈز کی فراہمی بنیادی ضروریات میں شامل ہے۔ اس تحریک کے لئے جان کھپانے اور فنڈ فراہم کرنے والوں میں مخلص و نظریاتی لوگ بھی شامل ہو سکتے ہیں اور مفاد پرست و موقع پرست بھی۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کسی بھی تحریک یا جماعت کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ لہٰذا وکلاء کی اس احتجاجی تحریک کے کارکنوں اور اسے فنڈز فراہم کرنے والوں میں بھی یقیناً بعض ایسے افراد یا ادارے شامل ہو سکتے ہیں جو اسے اپنے مخصوص مقاصد کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہوں۔ عین ممکن ہے کہ ہمارے غیر ملکی دشمن بھی اس تحریک کو پاکستان میں عدم استحکام پیدا کرنے اور ہماری انتظامیہ و دیگر سیاسی قوتوں کو بلیک میل کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہوں۔

اس حوالے سے ایک تھیوری یہ بھی ہے کہ اہل مغرب پاکستان کو ایک سیکولر ریاست بنانے کے سلسلہ میں ہماری موجودہ سیاسی قوتوں سے مایوس ہو چکے ہیں۔ ہمارے اکثر و بیشتر حکمران اور سیاسی جماعتیں خواہ ماضی میں ان کا تعلق دائیں بازو سے رہا ہو یا بائیں بازو سے، بالعموم دوغلی پالیسیوں پر عمل پیرا رہے ہیں۔ ایک طرف وہ اہل مغرب کی وفاداری کا دم بھرتے ہیں تو دوسری طرف اُن کی خواہش کے مطابق ارض پاکستان کو عوامی ردعمل کے خوف سے سیکولرازم کا گہوارہ بنانے سے بھی گریز کرتے رہے ہیں۔ ان کی اکثریت مفاد پرست اور کرپٹ عناصر پر مشتمل ہے جن کی توجہات اپنے ذاتی مفادات کے حصول و تحفظ پر ہی مرکوز رہتی ہیں۔ اس کا حل یہی ہے کہ یہاں ایسی سیکولر قیادت منظر عام پر آئے جو مصطفیٰ کمال اتاترک کا انداز اختیار کرتے ہوئے پاکستان کو ترقی کی

طرح سیکولرازم کا ایک مضبوط قلعہ بنا ڈالے۔ وکلاء تحریک میں چونکہ سیکولر مزاج لوگوں کی اکثریت دکھائی دیتی ہے اور وہ بے باک بھی ہیں، لہٰذا یہ تحریک (اہل مغرب کے نقطہ نظر سے) اُن کے عزائم کی تکمیل میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔ اس مفروضے کو اگر درست مان لیا جائے تو پھر اس تحریک کے لئے غیر ملکی امداد کے امکان کو بھی مسترد نہیں کیا جاسکتا، اگرچہ اس کا کوئی ثبوت ابھی تک سامنے نہیں آیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا مذکورہ بالا تحفظات و خدشات کے سبب دینی عناصر کو وکلاء کی اس تحریک سے دور ہی رہنا چاہئے؟ اس کا جواب حاصل کرنے کے لئے ہمیں تحریک پاکستان پر غور کرنا ہوگا۔ تقسیم برصغیر و قیام پاکستان کے متعلق بھی بے شمار تحفظات و خدشات کا اظہار کرتے ہوئے اسے انگریزی سازش سے تعبیر کیا گیا تھا۔ اگر یہ کوئی بین الاقوامی منصوبہ بندی یا سازش ہی تھی تو کیا یہ پاکستانی قوم کے لیے مضر ثابت ہوئی؟ اگر پاکستان وجود میں نہ آیا ہوتا تو عین ممکن تھا کہ بلقانی ریاستوں کی طرح ہندوستانی مسلمانوں کا صفایا ہی کردیا جاتا اور یا پھر ان کی حالت انتہائی خستہ ہوتی۔ آج پاکستان عالم اسلام کا ایک بہت اہم ملک ہے جس کے پاس ایک مضبوط فوج کے علاوہ ایٹمی ہتھیار بھی موجود ہیں۔ اس کے آئین میں قرارداد مقاصد کی صورت میں نفاذ اسلام کا ایک بنیادی خاکہ بھی موجود ہے۔ پاکستان ایک سیکولر مملکت نہیں بن سکا ہے تو اس میں بلاشبہ دینی عناصر کا ایک بڑا کردار ہے۔ اگر مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور پیر جماعت علی شاہؒ جیسی دینی شخصیات اور دینی تحریک پاکستان کی حمایت کے لئے میدان عمل میں نہ آتیں بلکہ اس سے بالکل الگ تھلگ ہی رہتیں تو قیام پاکستان کے بعد قرارداد مقاصد کا منظور ہونا ممکن نہ ہوتا۔ بالفرض اگر ایسا نہ ہوا ہوتا تو پاکستانی قیادت کو کھل کھیلنے کا موقع مل جاتا اور وہ پاکستان کو ایک مکمل سیکولر ریاست بنانے میں یقیناً کامیاب ہوجاتی۔ اس وقت پاکستان کو ایک مکمل اسلامی ریاست میں تبدیل کرنا متحدہ ہندوستان کو اسلامی ریاست میں تبدیل کرنے سے یقیناً بہت آسان کام ہے۔ اگر ہمارے دینی عناصر خلوص دل کے ساتھ متحد ہوکر جدوجہد کریں تو پاکستان کو واقعی اسلام کا قلعہ بننے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ اس تناظر میں ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ مستقبل میں وکلاء کی تحریک پاکستان میں نفاذ اسلام کی عمومی تحریک کا ایک اہم پڑاؤ یا سنگ میل ثابت ہوسکتی ہے، لہٰذا دینی عناصر کو اس تحریک سے ہرگز دوری اختیار نہیں کرنی چاہئے۔ وکلاء تحریک میں دینی جماعتوں کی بھرپور شمولیت سے بظاہر روشن خیال سمجھے جانے والے اس باشعور و مؤثر طبقہ میں نہ صرف دینی عناصر کا عزت و احترام اور اثر و رسوخ بڑھے گا بلکہ اہل دین کو یہ موقع بھی ملے گا کہ وہ اس طبقہ میں دین اسلام کا مکمل شعور بیدار کریں اور انہیں اسلام کے مکمل نظام عدل سے آگاہ کریں۔ ہوسکتا ہے کہ سازشی عناصر دینی قوتوں کو ان روشن خیالوں سے دور رکھنے کی کوششیں و سازشیں کریں کہ بظاہر متضاد و متصادم سمجھے جانے والے ان طبقات میں باہمی قربت اہل مغرب اور ان کے ایجنٹوں کے لئے کسی طور بھی پسندیدہ نہیں ہوسکتی۔ راقم کے خیال میں پنجاب یونیورسٹی میں عمران خان کے ساتھ ہونے والے بدسلوکی کے واقعہ کو اسی تناظر میں دیکھنا چاہئے جس کا مقصد تو یہی دکھائی دیتا ہے کہ روشن خیالوں اور بنیاد پرستوں کے مابین غلط فہمیوں اور اختلافات کو ہوا دے کر انہیں ایک دوسرے سے دور کردیا جائے یا آپس میں برسرپیکار کردیا جائے۔ مقام شکر ہے کہ وکلاء تحریک میں شامل یہ دونوں جماعتیں جماعت اسلامی اور تحریک انصاف اس سازش کا شکار ہونے سے بچ گئی تھیں۔

## فکر امروز

# ایک نئے "حِلف الفضول" کی ضرورت

**محمد مشتاق ربانی**

حِلف الفضول کے وجود آنے کا مقصد یہ تھا کہ ظلم زیادتی، سرکشی اور ناانصافی کے خلاف جنگ کی جائے، اور زمانہ حج میں بیت اللہ کی زیارت کے لیے آنے والوں کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصوری اپنی کتاب "رحمۃ للعالمین" میں اس معاہدے کی مندرجہ ذیل دفعات ذکر کرتے ہیں:

1۔ ہم ملک سے بے امنی دور کریں گے

2۔ ہم مسافروں کی حفاظت کیا کریں گے

3۔ ہم غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے

4۔ ہم زبردست کو زیردست پر ظلم کرنے سے روکا کریں گے۔

حِلف الفضول نام کی دو توجیہات بیان کی گئیں ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے مطابق "اوّل طور پر جن بندگان خدا کو سب سے پہلے اس عہدنامے کا خیال ہوا، ان کے ناموں میں لفظ "فضیلت" کا مادہ داخل تھا۔ مثلاً فضیل بن الحارث، الفضل بن ودعاعۃ اور الفضل بن فضالۃ (یہ رائے دراصل ابن قتیبہ کی ہے۔) دوسری توجیہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ عربی میں حق کو فضل بھی کہتے ہیں جس کی جمع فضول ہے۔ اس لیے یہ معاہدہ "حِلف الفضول" کے نام سے مشہور ہوا یعنی معاہدہ حقوق یا معاہدہ حفظ حقوق"۔

(بحوالہ مصنف کی کتاب "رسولِ رحمت")

سب سے پہلے جب یہ معاہدہ طے پایا تو کچھ عرصہ تو مؤثر رہا لیکن رفتہ رفتہ اس کے اندر ضعف پیدا ہوگیا لیکن زبیر بن عبدالمطلب کو سب سے پہلے دوبارہ اس کے احیاء کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ زبیر بن عبدالمطلب نے اپنے بعض اشعار میں اس معاہدے کا ذکر بھی کیا ہے، جن کا ترجمہ یہ ہے "فضیل بن الحارث، الفضل بن ودعاعۃ اور الفضل بن فضالۃ نے اس امر پر عہد کیا کہ مکہ میں کوئی ظالم نہ رہ سکے گا۔ اس پر سب نے پختہ عہد کیا۔ پس مکہ میں پڑوسی اور آنے والا سب مامون و محفوظ ہیں۔"

اس معاہدے کی ضرورت انہیں ایک تو حرب فجار کی تباہیوں کی وجہ سے پیش آئی لیکن فوری طور پر تب حاجت محسوس ہوئی جب قبیلہ زبید کا آدمی مکہ مکرمہ آیا اور اس نے "العاص بن وائل" کے ہاتھ کچھ

> معاہدہ حلف الفضول آپؐ کو اِس قدر پسند تھا کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر (زمانہ) اسلام میں بھی کوئی مجھے ایسے عہد کی طرف بلائے تو میں اُسے قبول کرنے کو تیار ہوں

سامان فروخت کیا، لیکن العاص بن وائل نے اس کی قیمت ادا نہ کی تو اس نے جبل ابی قبیس پر بلند آواز سے یہ اشعار پڑھے جو ابن کثیرؒ کی البدایۃ والنھایۃ میں ہیں:

(ترجمہ) ”اے فہر کی اولاد اس مظلوم کی فریاد سنو! جس کا مال ومتاع مکہ شہر میں ظلماً چھین لیا گیا ہے، وہ غریب الدیار اپنے وطن سے دور اپنے مددگاروں سے دور۔ وہ ابھی احرام کی حالت میں ہے۔ اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں۔ اس نے ابھی عمرہ بھی ادا نہیں کیا۔ اے مکہ کے رئیسو! میری فریاد سنو، مجھ پر حطیم اور حجر اسود کے درمیان ظلم کیا گیا ہے۔ عزت وحرمت تو اس کی ہے جس کی شرافت کامل ہو، جو فاجر اور دھوکا باز ہو اس کے لباس کی کوئی حرمت نہیں۔“

جب یہ صدا سنی گئی تو بنو ہاشم، بنو عبدالمطلب، بنو اسد، بنو زہرہ اور بنو تیم عبداللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے، اور وہاں حلف الفضول معاہدہ دوبارہ طے پایا۔ اس معاہدہ میں شریک افراد نے العاص بن وائل پر دباؤ ڈالا اور اسے اس زبیدی کا حق دینے پر مجبور کیا۔ عبداللہ بن جدعان، جس کے گھر پر یہ معاہدہ ہوا یہ وہی شخص ہے، جس کے بارے میں جب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ عبداللہ بن جدعان غریبوں کو کھانا کھلاتا تھا آیا قیامت کے دن وہ نیکی اس کو نفع دے گی تو آنجنابؐ نے فرمایا: ((لا انہ لم یقل یومًا رب اغفرلی خطیئتی یوم الدین)) ”نہیں، کیونکہ اس نے ایک دن بھی یہ نہیں کہا، اے میرے رب! قیامت کے دن میری خطاؤں سے درگزر فرمانا۔“

اس معاہدے میں نبی اکرم ﷺ بھی شریک تھے، اس وقت آپؐ کی عمر مبارک تقریباً بیس سال تھی۔ آپؐ بعد میں بھی اس معاہدے کو یاد کرتے ہوئے فرماتے تھے: (ترجمہ) ”میں اس حلف الفضول کے موقع پر عبداللہ بن جدعان کے مکان میں موجود تھا اور یہ عہد مجھے سرخ اونٹوں سے پیارا تھا، اور اگر اسلام میں بھی کوئی مجھے (ایسے عہد کی طرف) بلائے تو میں قبول کرنے کے لیے تیار ہوں۔“

آج ہمیں بھی ایک نئے حِلف الفضول کی ضرورت ہے۔ ہمارے ہاں کئی افراد ہماری سابق حکومت (جس کی باقیات سیئات اب بھی موجود ہیں) اور یہاں کی خفیہ سرکاری تنظیم کے ہاتھوں غائب ہیں۔ یہ افراد جو ہمارے لیے تو لاپتہ ہیں، لیکن حکومت کے علم میں ہیں۔ لاپتہ افراد خود تو اپنی جگہ شدید مشکلات کا شکار ہیں ہی، لیکن جس قدر پریشانی ان کے لواحقین کو ہے، ہم اس کا معمولی ادراک بھی نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اِسے دینی فریضہ سمجھتے ہوئے ہم ان لوگوں کی آزادی اور رہائی کے لیے عملی اقدامات اٹھائیں جیسا کہ البدایۃ والنھایۃ میں ہے کہ بنی خثعم کا ایک آدمی اپنی بیٹی ”القتول“ کے ہمراہ مکہ مکرمہ آیا، لیکن نبیہ بن الحجاج نے اس کی بیٹی کو اغواء کر لیا، بنی خثعم کے اس آدمی نے حلف الفضول نامی کمیٹی سے رجوع کیا، اس کمیٹی نے (جس میں آنجناب ﷺ بھی تھے) نبیہ بن الحجاج سے بات کی، نبیہ نے ایک رات کی مہلت مانگی، لیکن انہوں نے اسی وقت اسے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا، چنانچہ وہ لڑکی اسی وقت بازیاب ہوئی، اُس دور میں تو ایک ”القتول“ اغواء کی گئی، لیکن یہاں تو جامعہ حفصہ کی ہزار سے بھی زیادہ معصوم بچیوں کو وحشیانہ طریقے سے مار ڈالا گیا، تو کیا اب بھی ہمیں ایک نئے حِلف الفضول کی ضرورت نہیں۔

یہ امن کمیٹی اپنے دور میں اس قدر مؤثر تھی کہ سیرت ابن ھشام میں ہے کہ حضرت حسین بن علیؓ اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیانؓ کے درمیان ذی مروہ کے اندر کچھ مالی تنازع پیدا ہو گیا۔ ولید ان دنوں اپنے چچا معاویہؓ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا۔ اس نے حضرت حسینؓ کے حصہ میں سے کچھ کمی کی تھی، اس پر حضرت حسینؓ نے فرمایا مجھ کو میرا پورا پورا حصہ دے دے، ورنہ میں اپنی تلوار ہاتھ میں لوں گا اور مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر حِلف الفضول کو پکاروں گا۔ اس موقع پر عبداللہ بن زبیر، مسور بن مخرمہ بن نوفل الزہری اور عبدالرحمٰن بن عثمان بن عبیداللہ تیمی نے بھی حضرت حسینؓ والی بات کہی۔ چنانچہ مجبور ہو کر ولید بن عتبہ نے حضرت حسینؓ کا پورا حصہ آپؓ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

دین اسلام آنے کے بعد اگرچہ حِلف الفضول نامی رضا کار تنظیم ختم ہو گئی، کیونکہ اسلام نام ہی ظلم کا خاتمہ، اور ظالمین کا قلع قمع کرنے کا ہے، لیکن یہ معاہدہ آپؐ کو اس قدر پسندیدہ تھا کہ آپؐ نے فرمایا کہ زمانہ اسلام میں بھی کوئی مجھے ایسے عہد کی طرف بلائے تو میں قبول کرنے کے لیے تیار ہوں۔

اس وقت قوم دیگر مسائل و مشکلات کے علاوہ جن بڑے بڑے مظالم کا شکار ہے، ان میں سے جامعہ حفصہ کی طالبات کو بے دردی سے شہید کرنا، مختلف افراد خاص طور دینی رجحانات رکھنے والے افراد کا اغواء ہونا، وزیرستان پر ہمارے حکمرانوں کی کچھ مرضی سے امریکی حملے ہونا اور حکومت کی طرف سے عوام کے حقوق کا غصب ہونا ہیں۔ یہ صورتحال اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم ایک نیا حِلف الفضول معاہدہ کریں، تاکہ ہم ان مظالم کا خاتمہ کر سکیں۔

**جامعہ حفصہ کی معصوم طالبات کی بہیمانہ شہادت، دینی رجحانات کے حامل افراد کا ”سرکاری“ اغوا اور وزیرستان میں امریکی حملے ظلم و بربریت کی انتہا ہے۔ یہ صورتحال ایک نئے حلف الفضول کی متقاضی ہے۔ آیئے، ظلم کے خلاف ہم سب اکٹھے ہو جائیں**


## ضرورت رشتہ

☆ بیٹی، خلع یافتہ، عمر 30 سال، ایم اے (ایجوکیشن) برسرِ روزگار کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-4327152

☆ مغل پٹھان فیملی کو اپنی ڈاکٹر بیٹی، عمر 26 سال صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل، دراز قد، ڈاکٹر کا رشتہ درکار ہے۔

ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 042-7832240

☆ دوبئی میں مقیم کشمیری فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم ایم بی اے کے لیے دینی مزاج کے حامل سنجیدہ نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 00971509023688


## دعائے مغفرت کی اپیل

- تنظیم اسلامی حلقہ بالائی سندھ کے ملتزم رفیق محمد اکرم کی والدہ وفات پا گئیں
- تنظیم اسلامی سکھر شہر کے مبتدی رفیق توقیر احمد خان کے بڑے بھائی وفات پا گئے
- تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی کے ملتزم رفقاء نذیر احمد اعوان اور شبیر احمد اعوان کی والدہ کا گزشتہ دنوں انتقال ہو گیا

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ رفقائے تنظیم اسلامی اور قارئین ندائے خلافت سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے

# کیا اقامتِ دین کی جدوجہد فرضِ عین ہے؟

## اقامتِ دین کی جدوجہد کی فرضیت کے حوالے سے
## بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے موقف کی وضاحت

محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب!
السلام علیکم

عرصۂ دراز کے بعد آپ سے سلسلہ جنبانی کا ارادہ ہوا...... آپ کی احسان مندیوں کا تقاضا ہے کہ آپ کی جو چیزیں سمجھ میں نہ آئیں وہ آپ سے پوچھوں اور اپنی رائے بھی دوں۔

ہمدرد ہال راولپنڈی میں آپ نے اپنی فکر کا صغریٰ کبریٰ درج ذیل انداز میں بیان کیا:

1) اقامت دین کی جدوجہد فرضِ عین ہے۔
2) اس جدوجہد کے لئے جماعت لازم ہے۔
3) اس جماعت کا نظم ایسا ہونا چاہئے کہ اس کے امیر کے ہاتھ پر بیعت سمع وطاعت فی المعروف لازم ہو۔

مندرجہ بالا تنقیحات سے جو سوالات پیدا ہوتے ہیں ان کا جواب مطلوب ہے:

1) فرضِ عین کسے کہتے ہیں؟
2) جو مسلمان مندرجہ بالا لوازمات پورے نہیں کر رہے کیا وہ فرضِ عین کے تارک ہیں؟ بنابریں گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں؟
3) آپ کے بیان کردہ لوازمات پر صرف اڑھائی تین ہزار رفقائے تنظیم ہی پورے اترتے ہیں۔ باقی سوا ارب مسلمان جو مسلسل فرضِ عین کو ترک کئے ہوئے ہیں' رفقائے تنظیم کو ان کے ساتھ کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہئے' بالخصوص ایسے رشتہ دار' اقرباء اور واقف کار جن پر مندرجہ بالا فکر کو بھی واضح کر چکے ہوں؟
4) وہ شخص جو پہلے اقامت دین کی جدوجہد کے فرضِ عین ہونے اور سمع وطاعت فی المعروف والی جماعت میں شامل ہونے کو فرضِ عین نہ سمجھتا ہو' آپ نے یا رفقائے تنظیم نے تبلیغ کے ذریعہ اس پر واضح کر دیا لیکن پھر بھی وہ اسے فرضِ عین ماننے سے انکاری ہے' کیا ایسے منکر فرضِ عین کو آپ دائرۂ اسلام سے خارج سمجھیں گے یا نہیں؟ دونوں شکلوں میں دلیل دیجئے!
5) کیا رفقائے تنظیم کو ایسے ائمہ کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے جنہیں وہ فرضِ عین کا تارک سمجھ رہے ہوں اور ان پر واضح بھی نہ کر رہے ہوں کہ ہم آپ کے پیچھے اگر نماز پڑھ رہے ہیں تو بالاکراہ پڑھ رہے ہیں' کیونکہ آپ کسی ایسی جماعت میں نہیں ہیں جس کا نظم بیعتِ سمع وطاعت فی المعروف پر مبنی ہو؟ اگر وہ آپ کے مندرجہ بالا لوازمات کو جاننے کے بعد نہ مانے تو کیا پھر بھی اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے؟ جبکہ اس انکار پر وہ فرضِ عین کا تارک قرار پائے گا۔

امید ہے آپ جواب سے مطلع فرمائیں گے۔

والسلام
ایک طالب حق

> میں اقامت دین کی جدوجہد کے تارک کو نہ دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں، اور نہ ہی گناہ کبیرہ کا مرتکب خیال کرتا ہوں

## جواب

محترمی و مکرمی     وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
مزاج گرامی

میرے ''فکر کا صغریٰ کبریٰ'' جو آپ نے تین نکات کی صورت میں بیان کیا ہے' ان میں سے پہلے دو تو صدفی صد درست ہیں' البتہ تیسرے کے بارے میں مَیں بارہا وضاحت کر چکا ہوں کہ اقامتِ دین کی جدوجہد کے لئے جماعت سازی کے ضمن میں خود تو ''منصوص' مسنون اور ماثور'' بیعت سمع وطاعت فی المعروف کو ترجیح دیتا ہوں' البتہ کسی دستوری بیعت کو بھی مباح سمجھتا ہوں۔

رہے آپ کے سوالات تو ان کے ضمن میں بنیادی اور اہم ترین بات یہ ہے کہ میری ساری گفتگو ''اسلام'' کی سطح پر نہیں بلکہ ''ایمان'' کی سطح پر ہوتی ہے۔ ایمان اور اسلام کے مابین فرق کو واضح کرنے کے لئے ہی حضرت جبریل علیہ السلام آنحضور ﷺ کی خدمت میں آئے تھے اور حدیث جبریلؑ کی ایک روایت کے مطابق آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ ((ھٰذَا جِبْرِیْلُ اَرَادَ اَنْ تَعَلَّمُوْا اِذْ لَمْ تَسْاَلُوْا)) (مسلم) حالانکہ یہ واضح ہے کہ اس میں سوائے ''احسان'' کی تعریف کے کوئی بات نئی نہ تھی۔ پہلی دونوں چیزیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم میں تھیں۔ البتہ ان کا بیک وقت تقابل جس طرح سورۃ الحجرات کی آیات 14' 15 میں ہوا ہے' اسی طرح کا تقابل یہاں تلقین کیا گیا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے قرونِ اولیٰ کے بعد وہ تین چیزیں جو ایک ہی سلسلے کی تین کڑیاں تھیں' تدریجاً مختلف دائروں میں منقسم اور جداگانہ حلقوں کی توجہ کا مرکز بن گئیں یعنی ''اسلام'' جس پر مسلمان معاشرے اور ریاست کی شہریت کی بنیاد ہے' علماء کرام اور مفتیان عظام کی توجہ کا مرکز بن گیا' ''ایمان''، متکلمین کا میدان قرار پایا اور ''احسان'' صوفیاء کرام کا موضوع بن گیا!

اس تمہید کے بعد عرض ہے کہ اسلام کی اصل بنیاد کلمۂ شہادت یعنی اقرار باللسان پر ہے (اگرچہ فقہاء اس میں تصدیق کا اضافہ کرتے ہیں لیکن اگر اس سے تصدیق باللسان مراد ہے تو وہ تو وہی بات ہوئی' لیکن اگر تصدیق قلبی مراد ہے تو ظاہر ہے کہ اس کی توثیق یا تردید کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے)۔ اس اسلام کے ارکان وہی پانچ ہیں جن کا ذکر نہ صرف حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی مشہور حدیث میں ہے بلکہ خود حدیث جبریلؑ میں بھی ہے۔ اعمال کا درجہ اس ضمن میں ثانوی ہے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول کہ کوئی مسلمان گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے بھی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا' صدفی صد درست ہے۔ البتہ میرے نزدیک ''ایمان حقیقی'' میں ان پانچ ارکانِ اسلام پر دو اضافی ''ارکان'' مستزاد ہو جاتے ہیں یعنی ''یقین'' دل میں' اور ''جہاد فی سبیل اللہ'' عمل میں! (ملاحظہ ہو آیت نمبر 15'

سورۃ الحجرات) اور اسی اعتبار سے میں اقامت دین کی جدوجہد کو "فرضِ عین" قرار دیتا ہوں البتہ اس کے تارک کو ہرگز نہ دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں نہ ہی "گناہِ کبیرہ" کا مرتکب خیال کرتا ہوں ایسے سب لوگ یا تو غفلت اور غلط فہمی کا شکار ہیں یا اگر میرے فکر سے بالکلیہ متفق ہونے کے باوجود عملاً اس سے کنارہ کش ہیں تو ضعفِ ایمان میں مبتلا ہیں یا "ضعف ارادہ" کے نفسیاتی مرض کے شکار ہیں۔ تاہم ایسے سب لوگ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے پیچھے نماز جائز ہے بحوالے فرمان نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام: ((وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُمْ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ))

(ابوداؤد)

رفقائے تنظیم کا اپنے اعزہ و اقارب کے ساتھ سلوک اس حدیث نبوی ﷺ کی رو سے ہوگا کہ ((لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتَّةٌ)) اس لئے کہ جیسے کہ عرض کر چکا ہوں کہ یہ سب دائرۂ اسلام میں داخل و شامل ہیں الا یہ کہ ان میں سے کوئی دین کی بنیادی باتوں میں سے کسی کا انکار کرے یا اس سے کوئی ایسا عمل ظاہر و باہر طور پر سرزد ہو جو "کفر بواح" یا "شرکِ جلی" کا آئینہ دار ہو مثلاً کسی بُت کو سجدہ کر لینا وغیرہ وغیرہ۔

یہ بھی واضح رہنا چاہئے کہ کسی مدعیٔ اسلام کو کافر یا غیر مسلم یا دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینا یا تو اسلامی حکومت کا کام ہے یا اس کی عدم موجودگی میں مفتیانِ کرام اور فقہائے عظام کا کام ہے اور وہ بھی "قضا" کے جملہ تقاضے پورے کرنے کے بعد! یہ کام انفرادی طور پر بڑے سے بڑا شخص بھی نہیں کر سکتا۔

امید ہے کہ میری ان وضاحتوں سے آپ کی اور آپ کے رفقاء کی بھی تسلی ہو جائے گی اور ایسے دوسرے حضرات کو بھی اطمینان ہو جائے گا جو بعض اوقات میری خطیبانہ شدت کی بنا پر مغالطوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

فقط والسلام

خاکسار

اسرار احمد عفی عنہ

# قرآن کیا ہے؟

قرآن خدا کی آواز ہے۔

ہر بادشاہ کا ایک دستور ہوتا ہے۔ قرآن خدا کا دستور ہے جو تمام انسانوں کا آقا اور سارے بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔

وہ کتاب ہدایت ہے جو انسان کی صحیح راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

وہ قانون ہے جس میں انسان کی تعمیر اور سوسائٹی کی تنظیم کے لیے صحیح ترین بنیادیں ہیں۔

وہ حکمت ہے جس میں دانائی کی تمام باتیں بھری ہوئی ہیں۔

وہ شفا ہے جس میں انسانیت کی بیماریوں کا علاج ہے۔

وہ فرقان ہے جو حق اور باطل کی صحیح صحیح نشاندہی کرتا ہے۔

وہ روشنی ہے جس سے انسانیت کے بھٹکے ہوئے قافلے راستہ پاتے ہیں۔

وہ یاددہانی ہے جو انسان کی سوئی ہوئی فطرت کو جگاتی ہے۔

وہ نصیحت ہے جو مالک کائنات کی طرف سے اپنے بندوں کے پاس بھیجی گئی ہے۔ غرض اس میں وہ سب کچھ ہے جس کی انسان کو ضرورت ہے۔ اس کے سوا کہیں اور سے آدمی کو کچھ نہیں مل سکتا۔

قرآن خدا کی کتاب ہے۔

وہ ایک واسطہ ہے جس کے ذریعہ خدا اپنے بندوں سے ہم کلام ہوتا ہے۔

وہ ان لوگوں کا سہارا ہے جو خدا کی رسی کو مضبوط پکڑنا چاہتے ہوں۔

وہ ایک پیمانہ ہے جس سے انسانوں کی خدا پرستی کو ناپا جا سکتا ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ کوئی شخص اپنے متعلق کس طرح یہ معلوم کرے کہ اس کو اللہ سے تعلق پیدا ہوا یا نہیں تو اس کا ایک ہی جواب ہے، وہ یہ کہ آدمی اپنے اندر ٹٹول کر دیکھے کہ اس کو قرآن سے کتنا تعلق ہے۔ قرآن سے تعلق ہی اللہ سے تعلق کا مظہر ہے۔ آدمی کو قرآن سے جتنا لگاؤ ہوگا، خدا سے بھی لگاؤ اسی قدر ہوگا۔ اگر آدمی کی محبوب ترین کتاب قرآن کے علاوہ کوئی اور ہے تو اس کا محبوب بھی اللہ کے علاوہ وہی شخص ہوگا، جس کی کتاب اس نے پسند کی ہے، اللہ اس کا محبوب نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ اللہ کو پانے کے بعد قرآن کے سوا کوئی اور چیز ہماری محبوب ترین بن سکے۔

(مراسلہ: رانا صبغت اللہ، جھنگ)


علامہ اقبال، قائداعظم اور نظریہ پاکستان
اور
اس نظریے سے انحراف کے نتائج

ڈاکٹر اسرار احمد

کا انتہائی فکر انگیز خطاب

اشاعت عام: 20 روپے، اشاعت خاص: 40 روپے

شائع کردہ: مکتبہ خدام القرآن لاہور



تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام




(بحوالہ کتاب "رسول رحمت") (بحوالہ کتاب "رسول رحمت") (بحوالہ کتاب "رسول رحمت") (بحوالہ کتاب "رسول رحمت")

# جھوٹ ہلاکت کا باعث

رحمت اللہ بٹر

قرآن وسنت کی روشنی میں کذب کی دو اقسام سامنے آتی ہیں۔ ایک یہ ہے کسی کی طرف ایسی بات منسوب کر دینا جو اس نے نہ کہی ہو اور اس پر اصرار کرنا کہ یہ اسی نے کہی ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کمی کوتاہی کو چھپانے کے لیے جھوٹ بولنا، جھوٹی قسم کھا کر بہانہ کرنا اور اپنی کوتاہی پر شرمندگی سے بچنے کی کوشش کرنا۔ اسی سے پھر ہر اچھائی کی تکذیب کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ یہ اصل میں عملی تکذیب ہے، جو ایمان کو غارت کر دیتی ہے۔ قرآن مجید میں اس بات کو یوں واضح کیا گیا:

''اور اس شخص سے بڑا کون ظالم ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا جب حق اس کے پاس آئے تو اسے جھٹلا دے۔'' (العنکبوت:68)

سورۃ الزمر میں فرمایا:

''اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے اور جب سچائی اس کے پاس آئے تو اسے جھٹلا دے۔'' (آیت:32)

یہی بات حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو جتلائی تھی کہ

''بیشک ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ اس شخص کو عذاب جھیلنا ہوگا جو (اللہ کی ہدایت کو) جھٹلائے گا اور منہ پھیر لے گا۔'' (طٰہٰ:48)

تکذیب انسان میں حبِّ دنیا اور جوابدہی کی بے یقینی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ سورۃ اللیل میں ارشاد ہوا:

''جو بخیل ہوتا ہے اور اپنے آپ کو غیر جوابدہ سمجھتا ہے اور اچھائی کی تکذیب کرتا ہے۔'' (آیات:9،8)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو متنبہ کیا ہے کہ بت پرستی اور جھوٹی بات کی گندگی سے اپنے آپ کو بچائے کیونکہ یہ اس کے اندر نیکی اور برائی کی تمیز کے خلاف ہے اور فطرت کا انکار ہے۔ سورۃ الحج میں فرمایا:

''تو بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔'' (آیت:30)

ایک اور مقام پر فرمایا:

''اور جو لوگ جھٹلا دیتے ہیں ہماری آیات کو ان کو عذاب پہنچے گا اس کے سبب کہ انہوں نے نافرمانی اختیار کی۔'' (الانعام:49)

اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے کو نفاق کی بنیادی نشانیوں میں سے قرار دیا۔ سورۃ المنافقون میں منافقین کے بارے میں فرمایا گیا:

''(اے محمدؐ) جب منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو (ازراہ نفاق) کہتے ہیں کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ آپ اُس کے رسول ہیں۔ اور (لیکن) اللہ تعالیٰ ظاہر کیے دیتا ہے کہ منافق (دل سے اعتقاد نہ رکھنے کے لحاظ سے) جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور اُن کے ذریعے سے (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روک رہے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ جو کام یہ کرتے ہیں بُرے ہیں۔ یہ اس لیے کہ یہ (پہلے تو) ایمان لائے پھر کافر ہوگئے، تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی سو اب یہ سمجھتے ہی نہیں۔'' (آیات:1-2)

اللہ تعالیٰ نے ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کو جب کہ وہ ایمان کے تقاضے پورے نہیں کرتے، آیاتِ الٰہی کو جھٹلانے والے اور ظالم قرار دیا ہے۔

''مثال ان لوگوں کی جو حامل تورات بنائے گئے لیکن انہوں نے اس کی ذمہ داری ادا نہ کی اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابوں کا بوجھ لاد دیا گیا ہو۔ یہ بہت بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت عطا نہیں فرماتا۔'' (الجمعہ:5)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جھوٹ انسان کو نافرمانی تک لے جاتا ہے اور نافرمانی دوزخ تک لے جاتی ہے اور جھوٹا آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔'' (متفق علیہ)

اسلام ایک تحریک کا نام ہے۔ وہ اپنے ماننے والوں سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ اپنی جان، مال اور اوقات اللہ کے دین کے غلبے کے لیے لگائیں۔ بالعموم یہ ہوتا ہے جب ایک مسلمان پر حبِّ دنیا اور نفس کی خواہشات غالب آ جاتی ہیں، تو وہ انفاق سے پہلوتہی شروع کر دیتا ہے۔ پھر جب اس سے وضاحت طلب کی جاتی ہے تو عزت نفس کو بچانے کے لیے بہانے گھڑنے شروع کر دیتا ہے۔ جس سے بظاہر اُس کی کوتاہی بھی سامنے نہیں آتی اور عزت بھی بچ جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جھوٹ میں آگے ہی بڑھتا چلا جاتا ہے اور جھوٹی قسموں کا سہارا لینا شروع کر دیتا ہے اور یہاں تک کہ وہ صادق الایمان مسلمانوں سے دشمنی پر آ جاتا ہے اِس لیے کہ راہِ دین میں اُن کے آگے بڑھنے اور جان مال لگانے سے اس کا پیچھے رہنا ظاہر ہو رہا ہوتا ہے۔ یہی عملی تکذیب اور نفاق ہے۔ چنانچہ حدیث رسول ﷺ میں منافق کی ایک اہم نشانی یہ جھوٹ بتائی گئی ہے۔

ایک اور مقام پر نبی اکرم ﷺ نے جھوٹ کو سب سے بڑی خیانت قرار دیا، فرمایا:

''سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ آپ اپنے بھائی کو کوئی بات بتائیں اور وہ سچی جان کر اس پر یقین کر لے، حالانکہ آپ اس سے جھوٹ بول رہے ہوں۔'' (ابوداؤد)

ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا:

''کسی انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ جو کچھ سنے، اسے آگے بیان کر دے۔'' (رواہ مسلم)

یعنی بغیر تحقیق کے کہ جو بات اس تک پہنچی ہے وہ سچی ہے یا نہیں، آگے پھیلائے۔ یہی طرزِ عمل افواہیں پھیلانے کا ذریعہ بنتا ہے جس سے لوگوں میں ڈر اور گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے اور قومی مورال گر جاتا ہے۔

ایک شخص میں ایمان اور جھوٹ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''مومن میں ہر قسم کی خصلت ہو سکتی ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔'' (رواہ احمد)

ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا، کیا مومن آدمی بزدل ہو سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں ہو سکتا ہے۔ پھر پوچھا گیا، کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ تیسری مرتبہ پوچھا گیا، کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا ''نہیں''۔

جھوٹ ہلاکت کا باعث ہے، اِس لیے اس سے بہر صورت اجتناب کرنا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو (باقی صفحہ 9 پر)

# کنارہ ہے دُور اور طوفاں بپا ہے

ارشاد احمد حقانی

پاکستان جن گنجلک حالات سے دوچار ہے اس پر فکر مند تو پوری قوم ہے اور بطور خاص پاکستان کا تعلیم یافتہ طبقہ اندیشہ ہائے دور دراز کی گرفت میں ہے لیکن مجموعی صورت حال ایسی بن چکی ہے کہ کسی کو بھی اس سے باعزت طور پر اور محفوظ انداز میں نکلنے کا راستہ سجھائی نہیں دے رہا۔ ہر فریق کا اپنا ایک مؤقف ہے اور اس کے حق میں اس کے پاس دلائل ہیں لیکن ایسا حل کسی کے پاس بھی نہیں ہے جو تمام فریقوں کو مطمئن کر سکے۔ ایسے میں برطانوی خبر رساں ایجنسی ''رائٹر'' کی ایک اطلاع ایسی ہے جس پر اگر عملدرآمد ممکن ہو سکے تو شاید زیادہ نقصان ہوئے بغیر ملک کے معاملات قدرے معمول پر آجائیں۔ اس اطلاع کے مطابق صدر پرویز مشرف جنہیں ممکنہ مواخذے کا سامنا ہے اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ وہ نکالے جانے سے قبل ہی سبکدوش ہو جائیں گے۔ باخبر سیاسی ذرائع نے بتایا کہ غالباً اب یہ ہفتوں یا زیادہ سے زیادہ چند ماہ کی بات ہے جب پردہ اٹھ جائے گا۔ پیپلز پارٹی کی قیادت کے ایک قریبی ذرائع نے بتایا کہ وہ (صدر پرویز) جانے اور وقار کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہیں۔ ہم اس کام کو پروقار بنانے کی کوشش کریں گے۔ ذرائع نے کہا کہ ایک غیر مقبول صدر کی مدد کرنا سیاسی طور پر بہت مشکل ہے۔ اس طرح عوامی مقبولیت خطرے میں پڑ جائے گی۔ اگرچہ پرویز مشرف ''دہشت گردی'' کے خلاف جنگ میں امریکہ کے حلیف ہیں اور انہوں نے بھارت کے ساتھ امن کا عمل شروع کیا مگر جب تک پاکستان میں استحکام ہے دونوں میں سے کسی ایک پر بھی فرق نہیں پڑے گا۔ حکام کا کہنا ہے کہ پرویز مشرف اپنے 3 نومبر کے اقدامات کے لیے انڈیمنٹی چاہتے ہیں۔ رائٹرز کے مطابق جنرل کیانی کی زیر کمان فوج نے اپنا آئینی راستہ اختیار کیا ہوا ہے، تاہم وہ یہ نہیں چاہتی کہ اس کے سابق سربراہ کو توہین کا نشانہ بنایا جائے۔ امریکہ نے نئی حکومت کو بتا دیا ہے کہ وہ نہیں چاہتا کہ مشرف کو عدالتوں میں گھسیٹا جائے کیونکہ وہ اس کے قریبی اتحادی رہے ہیں اور القاعدہ کے کئی قاتلانہ حملوں کا نشانہ بنے ہیں۔ پیپلز پارٹی کی قیادت کے مشیر نے مزید کہا کہ اس کے علاوہ امریکہ نے یقین دلایا ہے کہ وہ پاکستان کے اندرونی معاملات میں کوئی کردار ادا نہیں کرے گا۔ پاکستانی حکام نے بتایا کہ سعودی عرب کے فرمانروا شاہ عبداللہ نے نواز شریف پر زور دیا ہے کہ مشرف کو آرام سے جانے دیا جائے اور ان پر مقدمہ چلانے کے لیے زیادہ دباؤ نہ ڈالا جائے۔

ادھر پاکستان مسلم لیگ ق کے سربراہ چودھری شجاعت حسین نے کہا ہے کہ صدر پرویز مشرف نے ہم سے بالا بالا اور ہماری مخالفت کے باوجود جو فیصلے بھی کیے ان کی

> پیپلز پارٹی کی قیادت کے ایک قریبی ذرائع نے بتایا کہ صدر پرویز جانے اور وقار کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہیں۔ ہم اس کام کو پروقار بنانے کی کوشش کریں گے

بدولت انہیں موجودہ حالات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ وہ پیرس سے جرمنی روانگی کے موقع پر اپنے خاص دوستوں سے غیر رسمی گفتگو کر رہے تھے۔ ملک کے موجودہ حالات، عدلیہ کے بحران اور مستقبل کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ملکی حالات انتہائی نازک ہوتے جا رہے ہیں۔ عوام کے مسائل کی طرف توجہ دینے کی بجائے اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش کرنے والے ایک طرف تو فائدے اٹھا رہے ہیں اور ریلیف لے رہے ہیں لیکن دوسری طرف وہ صدر کے مواخذے کی بات بھی کر رہے ہیں جبکہ وکلاء اور سول سوسائٹی والے لانگ مارچ اور پریس کانفرنسوں میں لگے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر حالات کو سنجیدگی سے نہ لیا گیا تو صدر مشرف کے ساتھ ساتھ سب کچھ جاتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ ججوں کو ہٹانے والوں اور ان کو بحال نہ کرنے والوں سب کو جانا پڑے گا۔ دو ماہ سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے لیکن نئی حکومت ابھی تک ایک بھی مسئلہ حل نہیں کر سکی۔ ابھی تک پیکج بن رہے ہیں اور ٹوٹ رہے ہیں۔ یہی حالت رہی تو مہنگائی کی بدولت آنے والا سیلاب سب کو بہا کر لے جائے گا اور کسی کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔

چودھری شجاعت گزشتہ عشرے کی سیاست میں بڑا اہم کردار رہے ہیں۔ ان کے ہم خیال موجود ہیں تو ان کے مخالفین کی بھی کمی نہیں لیکن ان کے بارے میں عام رائے یہ ہے کہ وہ اپنے طویل سیاسی تجربے کی بنیاد پر بعض اوقات ایسی بات کہہ دیتے ہیں جس میں سچائی کا عنصر کافی حد تک موجود ہوتا ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ صدر نے ہم سے بالا بالا اور ہماری مخالفت کے باوجود جو فیصلے بھی کیے ان کی بدولت انہیں ان حالات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، ایک حد تک خودستائی کے زمرے میں آتا ہے لیکن دیکھا جائے تو آج کا کوئی بھی بڑا سیاسی کھلاڑی خودستائی کی کمزوری سے پاک نہیں ہے، لیکن چودھری صاحب کی اس گفتگو میں ان کی یہ وارننگ قابل توجہ ہے کہ اگر حالات کو سنجیدگی سے نہ لیا گیا تو صدر مشرف کے ساتھ ساتھ سب کچھ جاتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ اور ججز کی بحالی کے مسئلے کے جتنے فریق ہیں ان سب کو میدان سے ہٹنا پڑے گا۔ ایک چودھری صاحب ہی پر کیا موقوف ہے، سب لوگ اپنی اپنی ڈفلی اور اپنا اپنا راگ بجا رہے ہیں اور کوئی بھی خرابی کی ذمہ داری لینے کے لیے تیار نہیں ہے۔ جب حالت یہ ہو تو اصلاح احوال کی توقع کس طرح کی جا سکتی ہے۔ ایسے میں مجھے خواجہ الطاف حسین حالی کی مشہور زمانہ نظم مسدس حالی کے افتتاحی بند یاد آتے ہیں جو انہوں نے ملت کی حالت پر ماتم کرتے ہوئے سوا سو سال پہلے تحریر کیے تھے۔ حالی لکھتے ہیں:

کسی نے یہ بقراط سے جا کے پوچھا
''مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا؟''
کہا ''دکھ'' جہاں میں نہیں کوئی ایسا
کہ جس کی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جس کو آسان سمجھیں
کہے جو طبیب اُس کو ہذیان سمجھیں
سبب یا علامت گر اُن کو سجھائیں
تو تشخیص میں سو نکالیں خطائیں
دوا اور پرہیز سے جی چرائیں
یونہی رفتہ رفتہ مرض کو بڑھائیں
طبیبوں سے ہرگز نہ مانوس ہوں وہ
یہاں تک کہ جینے سے مایوس ہوں وہ

(باقی صفحہ 9 پر)

## تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی اُسرہ تھانہ کی دعوتی سرگرمیاں

18 مئی 2008ء کو اسرہ تھانہ (حلقہ سرحد شمالی) کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی پروگرام ہوا۔ اس مقصد کے لیے نوشہرہ سے قاضی فضل حکیم کو خصوصی دعوت دی گئی تھی۔ انہوں نے بعد از نماز ظہر پیین جماعت تھانہ ملاکنڈ ایجنسی میں اسلام کے نظام عدل و قسط پر مفصل تقریر کی۔ اس پروگرام میں سو افراد شریک ہوئے۔

نماز عصر کے بعد نصیر اللہ (نوشہرہ) نے عظمت قرآن پر درس قرآن دیا۔ محفل درس میں 30 افراد نے شرکت کی۔ نماز مغرب کے بعد قاضی فضل حکیم نے عبادت رب کے موضوع پر تقریر کی۔ اس میں پچاس افراد نے شرکت کی۔ پروگرام کے اختتام پر شرکاء میں تنظیم کے تعارفی کتابچے تقسیم کیے گئے۔ (رپورٹ: شیر محمد)

## تنظیم اسلامی کورنگی کراچی کے زیر اہتمام ماہانہ شب بیداری

الحمدللہ، تنظیم اسلامی کورنگی کے زیر انتظام مورخہ 17 مئی بروز ہفتہ ماہانہ تربیتی شب بیداری کا انعقاد کیا گیا۔ اس پروگرام کا آغاز رات دس بجے ہوا۔ پروگرام کی میزبانی اُسرہ مصعب بن عمیرؓ نے کی، جس کے نقیب قیصر علی ہیں۔ اس پروگرام کے انعقاد سے ایک ہفتہ پہلے انہوں نے رفقاء کی شرکت کو یقینی بنانے کے لیے اپنے اُسرے کے رفقاء کی ٹیمیں تشکیل دیں، جنہوں نے کورنگی تنظیم کے جملہ رفقاء کے گھروں پر جا کر ان سے ملاقاتیں کی۔

پروگرام کا آغاز قاری عبداللہ نے سورۂ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع کی آیات 23 تا 25 کی تلاوت و ترجمہ سے کیا۔ مقامی ناظم تربیت انوار علی نے رفقاء کو پروگرام میں شرکت کے حوالے سے چند ضروری ہدایات دیں۔ اس کے بعد ناظم حلقہ سندھ زیریں انجینئر نوید احمد نے درس دیا، جس کا موضوع "فرائض دینی کا جامع تصور اور جہاد فی سبیل اللہ کے مقاصد و مراحل" تھا۔ درس کے نکات کتابچے کی صورت میں تمام رفقاء کو پہلے ہی دے دیے گئے تھے۔ مقامی ناظم مالیات اقبال احمد صدیقی نے سیرت صحابہؓ پر گفتگو کرتے ہوئے خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زندگی سے سبق آموز واقعات بیان کیے۔ اس کے بعد دو رفقاء مسعود احمد اور انوار علی نے جو کافی عرصے سے اپنے گھروں پر حلقہ جات قرآنی قائم کیے ہوئے ہیں، اپنے اپنے حلقے کا مختصر جائزہ پیش کیا اور رفقاء کو حلقہ قرآنی کے قیام کے لیے تجاویز اور مفید مشورے دیے۔ بعد ازاں مختصر وقفہ کیا گیا تا کہ رفقاء ایک دوسرے سے تعارف حاصل کر سکیں۔ رات 12 بجے سونے کا وقفہ ہوا۔

سوا تین بجے رفقاء کو تہجد کے لیے بیدار کیا گیا۔ نوافل کے بعد رفقاء نے دعائے استخارہ یاد کی۔ نماز فجر کے بعد اسرہ مصعب بن عمیرؓ کے ملتزم رفیق توحید خان نے تذکیر بالقرآن کی۔ انہوں نے "والدین کے حقوق" کے موضوع پر سورۂ بنی اسرائیل کی آیات 23 تا 25 کی روشنی میں تذکیر کروائی۔ بعد ازاں ہر ہر اسرے کی سطح پر دعوتی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا۔ اس کے بعد درسِ حدیث ہوا، جس کی ذمہ داری اسرہ مصعب بن عمیرؓ کے ملتزم رفیق تقویم احمد کی تھی۔ اُن کا موضوع "والدین کا مقام: احادیث کی روشنی میں" تھا۔ آخر میں مقامی امیر انجینئر نعمان اختر نے رات سے صبح تک کے پروگراموں کا خلاصہ بیان کیا اور شرکاء کی حوصلہ افزائی کی۔ انہوں نے آڈیو پر حسب معمول ایک نظم رفقاء کو سنوائی کہ جس میں والدین کی عظمت و حقوق کا بیان تھا۔ اس نظم نے رفقاء کو بہت متاثر کیا۔ انہوں نے کہا کہ بعض اوقات تحریکی کاموں میں تو رفقاء بڑھ چڑھ کے حصہ لے رہے ہوتے ہیں لیکن دوسری طرف والدین کے حقوق سے بالکل صرف نظر کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے والدین کے ذہن میں تحریک کے لیے ایک غلط تصور قائم ہوتا ہے۔ انہوں نے رفقاء کی توجہ چند کوتاہیوں کی طرف مبذول کروائی۔ آخر میں انہوں نے حلقہ کی طرف سے موصولہ احکامات سے رفقاء کو آگاہ کیا۔ پروگرام کا اختتام صبح 8 بجے مسنون دعا پر ہوا۔ آخر میں ناشتہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس پروگرام میں 45 رفقاء نے شرکت کی۔ (رپورٹ: ضمیر الحسن)

## پنجاب یونیورسٹی کتاب میلہ میں مکتبہ خدام القرآن کا سٹال

اسرہ پنجاب یونیورسٹی کے رفقاء نے اطلاع دی کہ 28 تا 30 مئی 2008ء کو یونیورسٹی میں کتاب میلہ لگایا جا رہا ہے۔ انہوں نے تجویز دی کہ کتاب میلہ میں اپنا پیغام پہنچانے کے لیے ہمیں بھی کتابوں کا سٹال لگانا چاہیے۔ تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن (لاہور) کے امیر نے اُن کی تجویز قبول کی اور اس کے لیے تیاری کا حکم دیا۔ محمد فواد اور راقم الحروف اس سلسلے میں ناظم اعلیٰ انجمن خدام القرآن ڈاکٹر عارف رشید سے ملے اور اُن سے تفصیل سے بات کی۔ اُنہوں نے سٹال کی اجازت مرحمت فرما دی۔ طے پایا کہ سٹال کی بکنگ تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن کروائے گی اور سٹال مکتبہ والے خود لگائیں گے۔ فوری طور پر پانچ ہزار روپے ادا کر کے بکنگ کروا لی گئی۔ دفتر حلقہ سے رابطہ کر کے فری لٹریچر بھی منگوایا گیا۔

27 مئی کو سٹال لگا دیا گیا۔ 28 مئی کو صبح کتاب میلہ کا افتتاح تھا۔ الحمدللہ مناسب جگہ مل گئی تھی۔ CDS اور کتب کا خوبصورت ڈسپلے کر دیا گیا تھا۔ مکتبہ کے سٹال کے انچارج شاہد ندیم اپنی ٹیم کے ہمراہ سٹال پر موجود تھے اور تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن کی طرف سے نوجوان رفیق محمد فاروق اُن کی معاونت کر رہے تھے۔ ہمارے سٹال پر لوگوں کا رش لگا ہوا تھا۔ فاروق صاحب سٹال کے وزٹ کے لیے آنے والے افراد کو خوش آمدید کہتے، اور رخصت ہونے پر دعوتی لٹریچر کا ایک ایک سیٹ تھما دیتے۔ ٹی وی کی بڑی کمی محسوس ہو رہی تھی۔ چنانچہ ایک DVD پلیئر اور ٹی وی کا انتظام کیا گیا اور بیان القرآن کی DVD لگا دی گئی، جس سے سٹال پر آنے والوں کو متوجہ کرنے میں بڑی مدد ملی۔

دوسرے دن ہمارے پاس جتنا بھی فری لٹریچر موجود تھا، وہ ختم ہو گیا۔ چنانچہ فوری طور پر مرکز سے بڑی تعداد میں "عبادت رب" اور "رسول انقلاب کا طریق انقلاب" کے کتابچے منگوائے گئے۔ امیر جماعت اسلامی محترم قاضی حسین احمد بھی کتاب میلہ میں تشریف لائے اور انہوں نے ہمارے سٹال کا بھی وزٹ کیا۔ ہم نے انہیں بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب "منہج انقلاب نبوی" تحفتاً پیش کی۔

تیسرے دن لوگوں کا بہت زیادہ رش تھا، یہاں تک کہ راہ داری میں چلنا مشکل محسوس ہو رہا تھا۔ یہ صورتحال بالخصوص خواتین کے لیے شدید تکلیف دہ تھی۔ یونیورسٹی انتظامیہ کو چاہیے کہ آئندہ پروگرام بناتے وقت اس مشکل کو مدنظر رکھتے ہوئے کتاب میلہ کا انتظام کسی کھلی جگہ کرے۔ اس قسم کے پروگرام میں پہلی بار مکتبہ کا سٹال لگایا گیا، مگر یہ تجربہ انتہائی کامیاب رہا۔ اس سے جہاں بڑی تعداد میں کتب اور سی ڈیز فروخت ہوئیں وہاں کثیر تعداد میں فری لٹریچر بھی نوجوانوں تک پہنچا۔ امید ہے کہ اس سے یونیورسٹی میں دعوتی کام کے مواقع بڑھیں گے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ اس کار خیر میں شرکت کرنے والے تمام کارکنوں کو اجر عظیم عطا فرمائے، اور نوجوانوں کو دین کے کام کے لیے قبول فرمائے۔ (معتمد، تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن)

## دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی شاہ فیصل ملیر کے رفیق عبدالقادر راٹھ دوبارہ کینسر میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقائے تنظیم اسلامی سے بھی دعائے صحت کی اپیل ہے

## ترکی: آئینی عدالت کا وار

چند ماہ پیشتر ترک پارلیمان نے یہ قانون منظور کر لیا تھا کہ یونیورسٹیوں میں طالبات ہیڈ اسکارف پہن کر تعلیم حاصل کر سکتی ہیں۔ اسی کے عشرے میں ترک جرنیلوں نے یہ غیر شرعی، غیر انسانی اور غیر اخلاقی قانون متعارف کرایا تھا تاکہ ملک میں سیکولر آئین کی بالادستی برقرار رہ سکے۔ مگر اس قانون کے باعث ہزاروں وہ باصلاحیت اور قابل لڑکیاں تعلیم حاصل نہ کر سکیں جو ہیڈ اسکارف پہن کر یونیورسٹی جانا چاہتی تھیں۔ انہیں اپنی حیا محفوظ رکھنی مقصود تھی، لہٰذا انہوں نے اپنے مستقبل کی قربانی دے ڈالی مگر پردے کو چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ ان کی عظمت اور دلیری کو سلام۔

چند ماہ پیشتر موجودہ حکمران جماعت کی کوششوں سے یہ جابرانہ قانون اپنی موت آپ مر گیا لیکن پارلیمانی فیصلے سے ترکی میں سیکولر قوتوں کے سینے پر سانپ لوٹنے لگے۔ انہیں واضح طور پر نظر آنے لگا کہ ان کے اقتدار اور طاقت کا سورج غروب ہو رہا ہے۔ اسی لیے ترک سیکولر قوتیں خصوصاً عدلیہ اور فوج نے اے کے پارٹی کا راستہ روکنے کا فیصلہ کر لیا۔

ترکی کے چیف پراسیکیوٹر نے آئینی عدالت میں یہ درخواست دی کہ یونیورسٹی میں ہیڈ اسکارف پہننے کی اجازت دینے سے ملکی آئین کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ پچھلے ہفتے آئینی عدالت نے چیف پراسیکیوٹر سے اتفاق کیا اور دوبارہ یونیورسٹیوں میں ہیڈ اسکارف پہننے پر پابندی لگا دی۔ عدالت کا کہنا ہے کہ یہ عمل ترک سیکولر آئین سے متصادم ہے۔ یوں ترکی میں اسلام پسندوں اور سیکولر قوتوں کے مابین جنگ میں شدت آ گئی ہے۔ حکمران جماعت کے ترجمان نے اس فیصلے پر بیان دیتے ہوئے کہا "آئینی عدالت نے پارلیمان کی لیجسلیٹیو طاقت میں براہ راست مداخلت کی ہے اور یہ طاقتوں کی علیحدگی کے اصول کی کھلی خلاف ورزی ہے۔"

پارلیمان کے اسپیکر، کوکسال توپتان نے بھی سخت ردعمل کا اظہار کیا۔ ان کا کہنا ہے "ہیڈ اسکارف پہننے کی پابندی کا خاتمہ پارلیمان کے 411 ارکان نے کیا تھا مگر آئینی عدالت نے ان کے قانونی فیصلے کو باطل قرار دے ڈالا۔ حالانکہ آئین میں صاف طور پر لکھا ہے کہ آئینی عدالت صرف قانونی نکات کا جائزہ لے سکتی ہے، وہ کوئی فیصلہ کرنے کی مجاز نہیں۔"

کوکسال توپتان نے صحافیوں کو مزید بتایا کہ اے کے پارٹی دیگر سیاسی جماعتوں سے گفت و شنید کرے گی تاکہ نیا ترک آئین بنایا جا سکے۔ انہوں نے سینٹ قائم کرنے کی بھی تجویز دی تاکہ آئینی عدالت کے اختیار محدود کیے جا سکیں۔

یاد رہے کہ فوج کے بعد آئینی عدالت سیکولر قوتوں کا سب سے بڑا ہتھیار ثابت ہوا ہے۔ یہ عدالت ماضی میں کئی اسلام پسند رہنماؤں اور جماعتوں پر پابندی لگا چکی ہے۔ درحقیقت اس نے قانون و انصاف کو طوائف بنا کر رکھ دیا ہے۔

انسانی حقوق کے عالمی اداروں نے آئینی عدالت کے اس فیصلے کو مذہبی آزادی کے منافی قرار دیا ہے۔ مشہور امریکی ادارے، ہیومن رائٹس واچ کے ایشیائی ڈائریکٹر ہولی کارٹر کا کہنا ہے "اس فیصلے کا مطلب یہ ہے کہ جو ترک خاتون اپنی مذہبی اور خاندانی روایات کے مطابق ہیڈ اسکارف پہنتی ہے، اس کے لیے اب یونیورسٹیوں کے دروازے بند ہو گئے۔ یہ ایک مایوس کن فیصلہ ہے اور اصلاحات کے عمل سے بالکل لگا نہیں کھاتا۔"

## بنگلہ دیش: غریبوں کی تعداد بڑھ گئی

بڑھتی مہنگائی اور غذائی بحران کے باعث بنگلہ دیش میں غریبوں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ ایک غیر سرکاری بنگالی ادارے، سینٹر فار پالیسی ڈائیلاگ کی تازہ رپورٹ کے مطابق 48.5 فیصد بنگالیوں کی آمدن اتنی نہیں کہ وہ بنیادی غذا مثلاً چاول خرید سکیں۔ 2005ء میں یہ شرح اوسط 40 فیصد تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ تقریباً سات کروڑ بنگالی اس وقت غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں جو ایک خوفناک حقیقت ہے۔

## باراک اوباما اور مسئلہ فلسطین

پچھلے دنوں ڈیموکریٹک پارٹی کے امیدوار وار، باراک اوباما نے امریکا میں یہودیوں کے سب سے زیادہ طاقت ور ادارے، امریکن اسرائیل پبلک افیئرز کونسل کی سالانہ کانفرنس سے پہلا خطاب کیا۔ موصوف نے یہود کی خوشامد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تاکہ آمدہ صدارتی انتخابات میں ان کی حمایت حاصل کی جا سکے۔ اس خوشامد کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ریپبلکن پارٹی کا کہنا ہے، اوباما اپنے اسلامی پس منظر کی وجہ سے اسلامی ممالک کے لیے زیادہ نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے ایران سے مذاکرات کرنے کا عندیہ دیا ہے۔

اوباما کی تقریر کے خاص نکات یہ ہیں: بیت المقدس کو تقسیم نہیں ہونا چاہیے۔ اسرائیل اور امریکہ کے تعلقات ان کے دور حکومت میں بھی مضبوط و توانا رہیں گے۔ حماس مسلح جدوجہد ترک کر دے، ورنہ اُسے مزید تنہا کر دیا جائے گا۔ پائیدار امن معاہدہ اس وقت ممکن ہے جب تمام فلسطینی اسرائیل کو بحیثیت مملکت تسلیم کر لیں۔

اگرچہ اوباما نے اس امر کی طرف اشارہ کیا کہ صدر بش کی جنگجوانہ پالیسیوں کے باعث اسرائیل کی سلامتی کو لاحق خطرات بڑھ گئے ہیں، لہٰذا انہیں فی الفور ترک کرنا ہوگا۔

## اب انڈونیشیا میں قادیانیوں کا تعاقب

ہزاروں افراد کی جانب سے اعلان جہاد کے بعد انڈونیشیا کی حکومت نے قادیانیوں پر سخت پابندیاں عائد کرنے کا اعلان کیا ہے۔ یہاں کے مسلمانوں نے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندیاں عائد کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ ایک سرکاری فرمان میں قادیانیوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کے منافی سرگرمیاں فوری بند کریں۔ اب اس حکم کے مطابق یہ واضح نہیں کہ آیا قادیانی عقیدہ پھیلائے بغیر نجی طور پر بھی اپنی عبادت میں حصہ لے سکتے ہیں یا نہیں۔ ہزاروں مظاہرین نے اللہ اکبر، جہاد، جہاد کے نعرے لگائے اور کہا کہ اگر حکومت نے ان کے خلاف کارروائی نہ کی تو وہ ان کے خلاف جہاد شروع کر دیں گے۔

## امریکہ دنیا کا سب سے بڑا جیلر

انسانی حقوق کے عالمی ادارے ہیومن رائٹس نے کہا ہے کہ دنیا بھر میں امریکہ سب سے بڑا جیلر ہے، جہاں پر 23 لاکھ افراد مختلف جیلوں میں قید ہیں۔ فرانسیسی خبر رساں ادارے کے مطابق ہیومن رائٹس واچ کے ڈائریکٹر ڈیوڈ فتھی نے امریکی وزارت انصاف کی جانب سے جاری اعداد و شمار پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ میں اس وقت 23 لاکھ افراد قید ہیں اتنی بڑی تعداد میں دنیا کے کسی ملک میں لوگ جیلوں میں مقید نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ فرانس میں فی ایک لاکھ کی آبادی میں سے صرف 91 کینیڈا میں 108، برطانیہ میں 172 جبکہ امریکہ میں 762 افراد قید ہیں۔

1658. He was equally despotic and arrogant as any other dictator can be. But this was not what the British would tolerate for long and ever again. After his death in 1658, Oliver Cromwell was charged and tried for high treason; his body was exhumed for posthumous execution along with his two companions; John Bradshaw and Henry Ireton. Their dead bodies were hanged for all day in chains at Tyburn, at sunset the bodies were beheaded and thrown into a common pit and the heads were displayed on pikes on top of Westminster Hall. For three hundred years the head of Oliver Cromwell were sold over and over again, finally it was buried in 1960. Oliver Cromwell's five year rule on England was the first and the last time someone, no matter a general, politician or royalty, thought of being a dictator or declaring a martial law. Once and for all, all "establishments" became obedient to the representatives elected by the people and rule of English law was permanently and firmly established. Unfortunately, this does not work for our part of the world. We can learn day light saving from the West and push our clocks forward of standard time, but we do not learn the essence of their strength; their adherence to their principles, to their ideals and their system. They do not worship personalities and they do not regard national security separate from the rule of law. They do not regard emancipation of judiciary as a parallel government. An independent judiciary, and the rule of law, is the only guarantee of national interest and security, public well being and the guardian of the poor and the weak that cannot shake "golden chains" of the governmental palaces once they have elected a government for five years. (To be Contd.)


قرآن کا پیغام — خلافت کا قیام

تنظیم اسلامی کی پیش کش

امیر تنظیم اسلامی حافظ **عاکف سعید** صاحب

یا دیگر مرکزی ذمہ داران تنظیم کا

**مرکزی خطابِ جمعہ**

جو بالعموم تذکیر بالقرآن' حالات حاضرہ پر تبصرے اور آئندہ کے لائحہ عمل پر مشتمل ہوتا ہے

اب آپ ہر ہفتے اپنی جگہ پر سُن سکتے ہیں

جن شہروں میں کوریئر سروس موجود ہے وہاں بذریعہ کوریئر' بصورت دیگر ڈاک کے ذریعے اس خطاب کا کیسٹ اگلے ہی دن یعنی ہفتے کے روز آپ کے پتے پر ارسال کر دیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

ممبر بنیں اور استفادہ کریں

سالانہ ممبر شپ فیس۔ 750 روپے ﴿TDK کیسٹ﴾

تنظیم اسلامی میں نقد' منی آرڈر یا پھر ڈرافٹ کے ذریعے رقم جمع کروائیں اور رسید حاصل کریں

نوٹ: یہی خطاب جمعہ بذریعہ Internet ہماری ویب سائٹ www.tanzeem.org سے براہ راست یا Download کر کے بھی سنا جا سکتا ہے۔

**تنظیم اسلامی**

67/A علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور

مزید معلومات کے لئے درج ذیل نمبرز پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔
فون نمبرز: 6316638/6366638 فیکس: 6271241
Email:markaz@tanzeem.org
websit:www.tanzeem.org

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن و بانی تنظیم اسلامی

**ڈاکٹر اسرار احمد**

کے پانچ خطبات جو سالانہ محاضرات ۱۹۹۱ء میں دیئے گئے

**حقیقت ایمان**

تسوید و ترتیب: مولانا ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

اہم موضوعات: o ایمان کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم o ایمان کا موضوع
o قانونی اور حقیقی ایمان کا فرق اور ان کے ضمن میں کلامی مباحث
o ایمان و عمل کا باہمی تعلق o ایمان اور نفاق o ایمان حقیقی کے سرچشمے

اشاعت خاص: 120 روپے اشاعت عام: 60 روپے

l: 17 Regd. No. LRL -50 No. 24

eekly Nida-e-Khilafat Lahore

ew Point

Bilal Khan

# Emancipation of the World (I)

pe was plunged into darkness the Roman Empire lost its ic effectiveness. Every rise s fall; it is a natural process every entity goes through er it is human life, an ization, or a nation. No one forever, and no one rules r. During the period from 7th ry AD to 13th Century AD, rch of human excellence was alive by the Muslims in the while the European nations gled with their feudalistic y ravaged by superstitions, ous fanaticism and sectoral nce fuelled by almost every nination of Christian faith.

a natural cycle, which was ed by numerous elements, the ims in the East were facing own decay. But precisely then Europeans realized the tance of knowledge, the t of Moorish rule on Spain helpful to that effect. The m Universities and Libraries pain became the center of y for Europe. The Spanish tians even dressed like ms, out of no fault of ms, because they thought that elp them learn from Muslims. they picked up every bit of word from them that slowly d to the whole of Europe. The f Renaissance began!

al centuries later, today, the ims face exactly the same omenon of Dark Ages that pe faced a millennium ago. are doing the same, picking verything they can from the ced western nations in their for a better life, even anently settling there. They like them, they learn like them, they eat, drink, and do everything else like them that they can. But it is not helping them at all. Europe stayed in the Dark ages for some six centuries before the phenomenal Renaissance began. Muslims, more or less, have been in the Dark ages now for approximately the same period of time marking the years 1492 and 1566 as the two marks of Muslim decline; the first date being the date of the fall of Moorish Spain, and the second date being the date of death of Suleiman the Magnificent; the last of the brilliant Ottoman Sultans. This does not include the Mughal Rule of India; as they did not do anything else worth mentioning except building gardens and tombs. Unlike as many historians would like to portray the "great" Mughal; in reality the Mughal Emperors were despotic and despicable. Beyond 1566 the Muslim technological, educational, economic and military excellence rapidly and swiftly disappeared.

The reason of Muslim failure so far to regain what was lost even after portraying themselves as western wannabes is that they failed to realize one important fact i.e. the westerners picked everything from us that was useful for them may it be education, administration, trade, technology, religious tolerance (towards their own denominations), and love for the rule of law and justice. The result was obvious; they prospered.

France and the Great Britain, the pride and prejudice of Europe, parented the flagship of modern democratic ideals in the shape of the United States. The revolutionary political and philosophical spirit of France and the restraint of English Common Law and the tradition abiding soul of the English appeared at their best in the Constitution of the United States. The American love for their law and constitution and their struggle to empower it continued from 1776 to 1865 and finally the US started to rise as a formidable global power. The detailed analysis of the collective histories of these three great nations, above all, display a basic moral i.e. every system needs a continued effort to achieve and sustain rule of law. This continuous effort needs many basic credentials on part of the public to transform it to "General Will"; these credentials include education and awareness, active political and social participation, self-accountability, ability to love, abide by and stand for law and justice. Law and Justice must be maintained, implemented and made supreme above all compromises, hypocrisies, and deceptions such as "state secret", "national security" and "greater national interest".

There must be no national interest above law and justice; there is no national security when basic rights and duties, security, and peace of the people are compromised. The law must prevail against all powers, all prejudices and all stakes. The superiority and supremacy of the law is the only guarantee of the emancipation of the people, their peace and security – and what else would national security mean?

Once in the life time of the Great Britain, a man named Oliver Cromwell declared a martial law in the guise of a republic and ruled the British Kingdom from 1653 to